REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۱ — شمارہ ۱۸

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرونی ممالک:-

بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

۲۶ر شوال ۱۴۱۲ ہجری — ۳۰ر شہادت ۱۳۷۱ ہش — ۳۰ر اپریل ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ حضورِ انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین ۞

روشنی اور تاریکی کا فرق ظاہر کرنے کے لئے آفتابِ صداقت نکلتا ہے!

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء اور سب رسولوں سے بہتر اور بزرگ تر تھے اور خدائے تعالیٰ کو منظور تھا کہ جیسے آنحضرت اپنے ذاتی جوہر کے رُو سے فی الواقع سب انبیاء کے سردار ہیں ایسا ہی ظاہری خدمات کی رُو سے بھی ان کا سب سے فائق اور برتر ہونا دنیا پر ظاہر اور روشن ہو جائے اس لئے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو کافہ بنی آدم کے لئے عام رکھا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محنتیں اور کوششیں عام طور پر ظہور میں آویں۔ موسیٰ اور ابن مریم کی طرح ایک خاص قوم سے مخصوص نہ ہوں۔ اور تا ہر ایک طرف سے اور ہر یک گروہ اور قوم سے تکالیفِ شاقہ اُٹھا کر اس اجرِ عظیم کے مستحق ٹھہر جائیں کہ جو دوسرے نبیوں کو نہیں ملے گا۔ اور پھر فرمایا کہ خدا وہ ہے کہ جو رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لاتا ہے تا جس نے یاد کرنا ہو وہ یاد کرے یا شکر کرنا ہو تو شکر کرے۔ یعنی دن کے بعد رات کا آنا اور رات کے بعد دن کا آنا اس بات پر ایک نشان ہے کہ جیسے ہدایت کے بعد ضلالت اور غفلت کا زمانہ آجاتا ہے ایسا ہی خدا کی طرف سے یہ بھی مقرر ہے کہ ضلالت اور غفلت کے بعد ہدایت کا زمانہ آتا ہے اور پھر فرمایا کہ خدا وہ ذات قادرِ مطلق ہے جس نے بشر کو اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا کیا پھر اس کیلئے نسل اور رشتہ مقرر کر دیا سو جس طرح وہ انسان کی رُوحانی پیدائش پر بھی قادر تھا۔ یعنی اُس کا قانونِ قدرت رُوحانی پیدائش میں بعینہٖ جسمانی پیدائش کی طرح ہے کہ اوّل وہ ضلالت کے وقت میں کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو رُوحانی طور پر اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے اور پھر اُس کے متبعین کو کہ جو اس کی ذریّت کا حکم رکھتے ہیں بہ برکت متابعت اس کی کے رُوحانی زندگی عطا فرماتا ہے۔ سو تمام مُرسل رُوحانی آدم ہیں۔ اور ان کی اُمت کے نیک لوگ ان کی رُوحانی نسلیں ہیں۔ اور رُوحانی اور جسمانی سلسلہ بالکل آپس میں تطابق رکھتا ہے۔ اور خدا کے ظاہری اور باطنی قوانین میں کسی نوع کا اختلاف نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کیا تو خدا کی طرف دیکھتا نہیں کہ وہ کیونکر سایہ کو لمبا کھینچتا ہے یہاں تک کہ تمام زمین پر تاریکی ہی دکھائی دیتی ہے۔ اور اگر وہ چاہتا تو ہمیشہ تاریکی رکھتا اور کبھی بھی روشنی نہ ہوتی۔ لیکن ہم آفتاب کو اس لئے نکالتے ہیں کہ تا اس بات پر دلیل قائم ہو کہ اس سے پہلے تاریکی تھی یعنی تا بذریعہ روشنی کے تاریکی کا وجود شناخت کیا جائے۔ کیونکہ ضد کے ذریعہ سے ضد کا پہچاننا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اور روشنی کا قدر و منزلت اسی پر کھلتا ہے جو تاریکی کے وجود پر علم رکھتا ہو۔ اور پھر فرمایا کہ ہم تاریکی کو روشنی کے ذریعہ سے تھوڑا تھوڑا دُور کرتے جاتے ہیں تا اندھیرے میں بیٹھنے والے اس روشنی سے آہستہ آہستہ منتفع ہو جائیں۔ اور جو یکدفعی انتقال میں حیرت و وحشت متصور ہے وہ بھی نہ ہو۔ سو اسی طرح جب دُنیا پر رُوحانی تاریکی طاری ہوتی ہے تو خلقت کو روشنی سے منتفع کرنے کے لئے اور نیز روشنی اور تاریکی میں جو فرق ہے وہ فرق ظاہر کرنے کے لئے خدائے تعالیٰ کی طرف سے آفتابِ صداقت نکلتا ہے۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ دُنیا پر طلوع کرتا جاتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ جب زمین مر جاتی ہے تو وہ نئے سرے سے زمین کو زندہ کرتا ہے۔ ہم نے کھول کر یہ نشان بتلائے ہیں تا ہو کہ لوگ سوچیں اور سمجھیں۔"

(رُوحانی خزائن جلد ۱ براہین احمدیہ صفحہ ۶۵۳ - ۶۵۸)

جلسہ سالانہ قادیان

۲۶-۲۷-۲۸ر فتح (دسمبر) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا —!!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ر فتح (دسمبر) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کے لئے مبارک کرے۔ احباب اس عظیم الشان رُوحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰ شہادت ۱۳۷۱ ہش

لڑکیوں کا یہ وحشیانہ قتلِ عام!

(۱)

چیف منسٹر پنجاب مسٹر بے انت سنگھ نے گزشتہ دنوں پنجاب اسمبلی میں بتایا کہ سال ۹۱-۱۹۹۰ء میں جہیز کی وجہ سے پنجاب میں ۱۷۴ معصوم لڑکیوں کی اموات کے کیس درج کئے گئے۔ ۱۹۹۰ء میں چھ مجرموں کو سزا ہوئی۔ جبکہ ۱۹۹۱ء میں کسی کو سزا نہیں ہوئی۔ وزیرِ اعلیٰ نے مزید کہا کہ جہیز کے باعث اموات کے بارہ میں قانون میں ترمیم کرکے اس کو زیادہ سخت بنانے کی ضرورت ہے۔

اس بیان میں محترم وزیرِ اعلیٰ نے صرف اُن اموات کا ذکر کیا ہے جن کے متعلق پولیس کو معلوم ہوسکا۔ اور جن کے کیس سرکاری طور پر ریکارڈ کئے گئے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ یقیناً ایسے کیس بھی ہوں گے جن کا سرکاری طور پر علم نہیں ہوسکا ہوگا۔ اور ان معصوم لڑکیوں کی چیخ و پکار کی بازگشت امن و امان نافذ کرنے والے ان اداروں کو سُنائی نہیں دی ہوگی۔

یہ تو معلوم نہیں کہ جہیز کی اِس رسم کی ابتداء کب سے ہوئی۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ماں باپ گھر سے رُخصت ہونے والی لڑکی کو محبت و پیار کے اظہار کے طور پر اس کی زندگی کی سہولت کے لئے اُسے شادی کے وقت اپنی حیثیت کے مطابق کچھ نہ کچھ سامان دیتے ہیں۔ اور اس حد تک دینے میں کچھ حرج نہیں — پھر آہستہ آہستہ لڑکیوں کے والدین اپنی رُخصت ہونے والی لڑکیوں سے پیار کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اپنے رشتہ داروں اور ملنے جُلنے والوں میں اپنا نام اُونچا کرنے کے لئے یا اپنی ناک کٹ جانے سے بچنے کے لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر اپنی رُخصت ہونے والی بچیوں کو سامانِ جہیز دینے لگے خواہ اس کے لئے انہیں اپنی جان کو عذاب میں ڈال کر اور قرض کا بوجھ اٹھا کر بھی کچھ کرنا پڑے۔ پھر ایک دَور وہ بھی آیا جب لڑکے والوں نے شادی کے وقت ملنے والے قیمتی سامان کو دیکھ کر مزید لالچ کا اظہار کرتے ہوئے مُنہ سے مانگ کر جہیز لینا شروع کر دیا۔ اور لڑکیوں کے والدین جو پہلے صرف اپنے معاشرے والوں میں ظاہری نمود و نمائش کی خاطر جہیز دیتے تھے اب اپنی لڑکی کے سُسرال والوں کے مطالبات کو ملحوظ رکھ کر گلے پڑی چٹی کی طرح جہیز ادا کرنے لگے۔ اور اب صُورتِ حال اس حد تک ابتر ہوچکی ہے کہ نہ صرف بے شرمی اور ڈھٹائی سے جہیز مُنہ سے مانگ کر لیا جا رہا ہے۔ بلکہ نہ دینے کی صُورت میں لڑکی کو تنگ کرنے اور ستانے کے علاوہ معصوم جان کو جلا کر راکھ کر دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔ اس طرح کئی معصوم لڑکیاں جہیز کے اِس خوفناک جن کے خونی پنجوں کا شکار ہو کر اپنے ارمانوں کو اپنے دِلوں میں چھپائے ہوئے ہمیشہ ہمیش کے لئے اِس دُنیا سے رُخصت ہوتی چلی جارہی ہیں۔

یہ بھیانک کردار جو اس وقت وطنِ عزیز ہندوستان کے قریباً تمام حصوں میں بعض لالچی، خود غرض اور ظالم و سفاک انسانوں کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ اس کی روک تھام کے لئے سرکار نے باقاعدہ قانون بنایا ہے۔ لیکن ہورہے واقعات یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ قانون صرف قانون کی حد تک مُؤثر نہیں —!

ان خوفناک واقعات کے روک تھام کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ اور اِس تعلق میں موجودہ دَور میں جو کارروائیاں ہو رہی ہیں وہ کس حد تک غلط اور کس حد تک صحیح ہیں۔ اور اِس سلسلہ میں اِسلام کیا سُنہری تعلیم پیش کرتا ہے اِنْ شَآءَ اللّٰہ بدر کے آئندہ شمارہ میں اس پر روشنی ڈالی جائے گی —!!

مُنیر احمد خادم

اَے ہند! بہار آئی ترے باغ میں اِن سے

تکبیر کے نعروں سے ہیں معمُور فضائیں
گونج اُٹھی ہیں محبوب کے آنے کی صدائیں

سینے سے لگائیں انہیں آنکھوں پہ بٹھائیں
دیدار کی جو پیاس تھی برسوں سے بُجھائیں

اَے قادیاں! آئے ہیں خلیفہ ترے در پہ
ہم قسمتِ خفتہ کو صدا دے کے جگائیں

اَے قادیاں! کیسی ہیں ترے عشق کی راہیں
اُس راہ پہ قربان وہ جس راہ سے آئیں

گو دیر سے وہ آئے ہیں خود اپنے ہی گھر میں
ان گلیوں کی خواہش ہے کہ واپس تو نہ جائیں

اَے ہند! بہار آئی، ترے باغ میں ان سے
مغرب سے تری سمت جو آئی ہیں ہوائیں

اس چاند سے روشن ہُوا اس دیس کا آکاش
اس پھُول سے اس دھرتی کی مہکی ہیں فضائیں

مستی میں کبھی رقص کرے بادِ بہاراں
ہوں چاک کبھی شوق سے غنچوں کی قبائیں

رفتار میں یا وجد میں ہے گردشِ دوراں
گردوں سے گزرتی ہیں محبّت کی نوائیں

ہم بن کے صبا طواف کریں جانِ چمن کا
قدموں پہ نچھاور کریں، پھُولوں کی ردائیں

نظروں کے رہے سامنے اب وہ گُلِ رعنا
دیوانوں کو وہ حُسن کا جلوہ تو دِکھائیں

حسرت مٹے آنکھوں کی ہو دِل عشق میں سرشار
منظر نہ ہٹائیں، ابھی پردہ نہ گرائیں

ہے فیض طلب قادیاں مکّہ کے حرم کا
اِس شہر میں آتی رہیں بطحا کی ہوائیں

بخشش کی رِداؤں میں مجھے ڈھانپ لے مولیٰ
بندہ تو گنہگار ہے، کرتا ہے خطائیں

یہ ارضِ مسیحا ہے، دُعا مانگ لے خالد
اس خاک میں کٹتی ہیں مریضوں کی بلائیں

از:- محمد شریف خالد - جرمنی

سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ کی قادیان آمد

پر

اہلِ ربوہ کے تأثرات

مکرم منوّر شمیم خالد صاحب۔ دارالرحمت وسطی۔ ربوہ سے حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھتے ہیں:-

"دِل و دماغ اور رُوح اپنی تمام تر گہرائی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہے کہ پورے پینتالیس سال کے بعد مسیحِ محمدی کے پیارے خلیفہ الرابع کو اللہ تعالیٰ نے قادیان دارالامان کے سوویں جلسہ سالانہ کو ایک ناقابلِ بیان جمالی شان کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضور کے قادیان آنے کی خوشخبری ملنے پر ہم سب اہلِ ربوہ اور اہلِ پاکستان احمدیوں کے دِلوں اور رُوحوں کا فوکس لندن سے بھارت اور قادیان منتقل ہوگیا۔ ہماری رُوحانی اور ظاہری آنکھیں قادیان کی طرف جُت گئیں۔ انڈین ریڈیو اور ٹی۔وی کی سُوئیاں اور اینٹینے گھما گھما کر

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعۃ المبارک

ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو ہمیشہ یہ مقصد پیش نظر رکھنا چاہئے کہ میں نے زندہ کرنا ہے!

اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ خود بخود ایسے اسلوب سکھائے گا جن سے دعوت الی اللہ کرنے والے میں زندگی کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو جائیں گے

اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو وہ پرندے عطا کرے گا جنہیں ابراہیمی طیور کہہ سکتے ہیں!

دعوت الی اللہ کرنے والے کو مفید مشورے اور خصوصی ہدایات

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ مورخہ ۲۰ امان (مارچ) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل خطبہ جمعہ، ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الانفال کی آیات ۶۶-۶۷ تلاوت فرمائیں جو درج ذیل ہیں:۔

يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

گذشتہ جمعہ میں میں نے آیات پڑھے بغیر جن آیات کا حوالہ دیا تھا اُن سے متعلق اس دوران ایک سوال آیا ہے۔ کسی نے یہ توجہ دلائی کہ آپ نے تو کہا ہے کہ ابتداء اللہ تعالیٰ نے نرمی فرماتے ہوئے نسبت کو ہلکا رکھ دیا اور ایک مومن کے مقابل پر دو کفار کی نسبت قائم فرمائی۔ اور بعد ازاں اس نسبت کو بڑھا کر ایک اور دس کی نسبت بنا دیا۔ لیکن قرآن کریم میں تو پہلے ایک اور دس کی نسبت کا ذکر آتا ہے اور بعد میں ایک اور دو کی نسبت کا۔ چنانچہ ان آیات کی تلاوت میں نے اسی غرض سے کی ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اگرچہ پہلے ایک اور دس کی نسبت کا ہی ذکر ہے لیکن ساتھ ہی یہ فرمایا ہے کہ یہ بعد کی بات ہے۔

پہلے بیان کرنے میں ایک حکمت ہے میں اس کی طرف ابھی آپ کو توجہ دلاؤں گا۔ ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی! مومنوں کو قتال کی تحریص دلا۔ اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے۔ اور اگر تم میں سے سو ایسے ہوں تو وہ ایک ہزار پر غالب آجائیں گے۔ کن لوگوں پر؟ اُن لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا۔ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ۔ اس لئے کہ وہ لوگ سمجھتے نہیں۔ ناسمجھ لوگ ہیں۔ الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ لیکن سر دست اللہ تعالیٰ تم سے رعایت کا سلوک فرماتا ہے۔ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا۔ اور جانتا ہے کہ ابھی تم میں کچھ کمزوری ہے۔ پس اب یہ دستور ہے کہ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ۔ اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوئے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے۔ اور اگر تم میں ایک ہزار صبر کرنے والے ہوئے تو وہ دو ہزار پر غالب آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

پس ان آیات کی ترتیب سے واضح ہو جاتا ہے کہ ابتداء میں کمزوری کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے متوجہ کیا تھا اس امر سے مراد نعوذ باللہ ایمان یا صلاحیتوں کی کمزوری نہیں ہے بلکہ پہلے ایک اور دس کی نسبت کا ذکر فرمانا یہ بات بتا رہا ہے کہ اس نسبت کا حقیقی اور سچا اطلاق

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور آپ کے متبعین

پر ہوتا ہے۔ اور آپ ہی کی برکت سے بعد میں جب اسلام میں مزید طاقتیں پیدا ہو جائیں گی، رعب بڑھ جائے گا، اقتصادی کمزوریاں دور ہو جائیں گی، ہتھیاروں کی کمزوریاں دور ہو جائیں گی تو وہ جوہر جو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وَالَّذِينَ مَعَهُ اور ان لوگوں میں ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں وہ پوری طرح چمکے گا اور ایک کو دس پر غلبہ نصیب ہونے کا دور بھی شروع ہو جائے گا۔

جہاں تک دلیل کا تعلق ہے یہ عجیب بات ہے کہ قرآن کریم اس موقعہ پر یہ دلیل دیتا ہے کہ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ۔ اس لئے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں حقیقت میں اپنے مقصد کا پورا ادراک، اُس کی گہری سمجھ اور اس پر پورا یقین ہے جو غیر معمولی طاقت پیدا کرتا ہے۔ اور جس شخص کو اپنے مقصد کا کوئی ادراک نہ ہو، سمجھ نہ ہو کہ میں کیوں یہ کام کر رہا ہوں، وہ طاقتور ہوتے ہوئے بھی اندرونی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔ پس ایک بہت ہی عظیم الشان نفسیاتی حکمت کی طرف متوجہ فرمایا گیا۔ فرمایا مومن اور صبر کرنے والا مومن وہ ہے جسے اپنے مقصد پر اتنا کامل یقین ہے اور اتنی گہرائی سے اس کو سمجھتا ہے کہ تکلیف اُٹھاتے ہوئے بھی وہ اس پر صبر سے قائم رہتا ہے اور صبر کا مقصد کے فہم سے گہرا تعلق ہے۔ جب انسان پر تکلیف وارد ہوتی ہے تو اس وقت اس کا مقصد دوبارہ اُس کے سامنے آتا ہے۔ یعنی ظاہری طور پر باشعور طور پر اُس کے سامنے اُبھرتا ہے اور دوبارہ وہ اپنے مقصد کو کھنگالتا ہے۔ اور اس وقت وہ دیکھتا ہے کہ ہاں یہ مقصد اس لائق ہے بھی یا نہیں کہ میں اس کی خاطر جان دوں اور اس کی خاطر قربانیاں پیش کروں یہ ایک ایسی نفسیاتی حقیقت ہے جس میں کوئی استثناء نہیں۔ مذہبی قومیں ہوں یا غیر مذہبی قومیں ہوں ان کی تاریخ میں ہمیشہ ایسے صبر آزما وقت آتے ہیں جن میں مقصد پر یقین سب سے نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ اور اگر اس موقعہ پر انسان اپنے ذہن میں یا سپاہی اپنے ذہن میں مقصد کو کھنگال کر سمجھیں کہ یہ تو بے مقصد لڑائی ہے، بے فائدہ لڑائی ہے تو وہ اپنے ہتھیار پھینک دیتے ہیں۔ دل چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ عظیم ثانی میں خصوصیت سے جرمن قوم نے اس حربے کو اپنے مدمقابل پر استعمال کیا۔ اور پروپیگنڈا کے ذریعہ جسے وہ ففتھ کالم کہتے تھے، مقصد سے تعلق کاٹنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اور مقصد کو اجنبی بنانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اور مقصد کو باطل اور بے معنی بنانے کی کوشش کی جاتی تھی۔

چنانچہ ہندوستان میں کثرت سے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا تھا کہ تم کن کی خاطر لڑ رہے ہو۔ وہ لوگ جنہوں نے تمہیں اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ کس قوم کی خاطر؟ کیا اپنی غلامی کو ہمیشگی بخشنے کے لئے تم یہ قربانیاں دے رہے ہو۔ اس قسم کی باتیں قہوہ خانوں میں، ہر جگہ ہوا کرتی تھیں۔

تو دیکھیں قرآن کریم نے کیسی عمدہ بات بیان فرمائی ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی مدد کا تعلق ہے وہ مضمون دوسری جگہ بیان فرمایا لیکن جہاں ایک ایسا دعویٰ کیا ہے جو حسابی دعویٰ ہے اور اس حسابی دعوے کے لئے کوئی قطعی منطقی دلیل ہونی چاہیئے تھی اور وہ دلیل یہ بیان فرمائی کہ تم اپنے اعلیٰ مقصد کو سمجھتے ہو اس کے نتیجہ میں تمہیں صبر عطا ہوتا ہے اور یہ لوگ بے مقصد لڑائی کر رہے ہیں)۔ اور جب مشکل کے دور میں سے گزرتے ہیں تو اُس وقت اپنے مقصد کا کھوکھلا پن ان پر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اور ان میں صبر کی طاقت نہیں رہتی۔ چنانچہ آپ ابتدائی اسلامی جنگوں پر نظر ڈال کر دیکھیں تو ہمیشہ آپ کو یہ دو باتیں نمایاں طور پہ کارفرما دکھائی دیں گی۔ مسلمانوں کو صبر عطا ہوا ہے اور دشمنوں کو بے صبری۔ اور بہت تھوڑی آزمائش سے گزر کر وہ اپنے مقصد سے تعلق توڑ بیٹھتے تھے اور اسی لئے بعد میں تیزی کے ساتھ مسلمان ہونے لگتے تھے۔

پس

یہ وہ مضمون ہے جس کو ہر داعی الی اللہ کو آج بھی اپنے پیش نظر رکھنا چاہیئے

جہاں تک تاریخ اسلام کے آغاز کے غزوات اور سریّہ وغیرہ کا تعلق ہے میں نے جائزہ لیا تو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانہ میں جتنے بھی غزوات پیش آئے یعنی ایسے جہاد جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور اسی طرح بہت سے سریّہ بھی یعنی جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خود شرکت نہیں فرمائی لیکن وہ جہاد ہی تھا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہدایت کے تابع غیروں سے مقابلہ ہوا۔ ان میں ایک اور تین سے نسبت نہیں بڑھی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تم سے تخفیف کی جاتی ہے۔ تو یہ سامان بھی فرما دیا کہ ایک اور دس کی نسبت کا سوال ہی نہ پیدا ہو۔

اگر اس آیت کے نزول کے بعد اور اس راز کو سمجھ لینے کے بعد اس وقت دشمن ایک کے مقابل پر دس کی تعداد میں حملہ آور ہوتا تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو خدا کی طرف سے وہ ضمانت نہیں تھی۔ لیکن حفاظت کے اور طریق اللہ تعالیٰ استعمال فرماتا ہے اور ان طریقوں میں سے ایک طریق یہ ہے کہ دشمن کو اس بات کی نہ عقل دی نہ توفیق دی کہ ایک مسلمان کے مقابل پہ دس آجائیں یا سو کے مقابل پر ہزار نکل کھڑے ہوں۔ صرف ایک موقعہ ایسا ہے جس میں جنگِ موتہ پر حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں ایک لشکر رومیوں کے علاقہ کی طرف بھیجا گیا۔ مسلمانوں کی تعداد ۳ ہزار تھی اور رومیوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے بچانے کی یہ صورت پیدا فرما دی کہ حضرت خالدؓ بن ولید کو یہ سمجھ دی کہ اس موقعہ پر دشمن سے ٹکرانا معقول بات نہیں ہے۔ دشمن کے نرغے سے بچ کر نکل آنا معقول بات ہے۔ چنانچہ بہت ہی حیرت انگیز صلاحیت کا استعمال کرتے ہوئے آپ نے دشمن کے اس گھیرے سے نکل کر مسلمان فوج کو بچا لیا۔ اور یہ آپ کا بھاگنا نہیں تھا بلکہ الٰہی تقدیر کے تابع ایسا واقعہ ہوا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، اس وقت نسبت ایک اور دس کی نہیں رہی تھی بلکہ ۳ ہزار کے مقابل پہ ایک لاکھ تھے تو نسبت بہت بڑھ چکی تھی۔

پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو حساب پیش فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دور میں اسی حساب کا اطلاق ہوا ہے اور ایک دو سے کچھ تھوڑا سا جب بڑھتا تو اس کے مقابل پر غیر معمولی امداد کی گئی جس کو فرشتوں کی امداد بیان فرمایا گیا۔ اور حسب موقعہ دشمن کی تعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن کریم بتاتا ہے کہ فرشتے نازل کئے گئے۔ یہ فرشتے کیا تھے۔ ان کے متعلق دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے خود ظاہر فرما دیا ہے کہ فرشتوں کا مضمون تمہارے دل کی تسلی کے لئے ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نصر یعنی مدد اللہ ہی کی طرف سے آیا کرتی ہے۔ تم ان باتوں کی کنہہ کو نہیں سمجھ سکتے ان باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے تمثیلی طور پر تمہیں خبر دی گئی ہے مگر اصل مقصد مدد کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیسے مدد کی جاتی ہے۔ چنانچہ وقتی طور پر رعب بڑھا کر اور دشمن سے غلطیاں کروا کر خدا تعالیٰ اس طرح مدد فرماتا ہے۔ لیکن بالعموم جہاں تک مقابلے کے نتیجہ کا تعلق ہے وہاں ایک اور دو کی نسبت دکھائی دیتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانہ میں جتنے مقابلے ہوئے ہیں اس دور میں اگر کُل کفار مقتول کا شمار کریں اور مسلمان شہداء کا شمار کریں تو بالعموم یہی نسبت دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ قاضی سلیمان منصور پوری نے اپنی کتاب "رحمۃٌ للعالمین" میں تمام اعداد و شمار اکٹھے کر کے یہ نکتہ پیش کیا لیکن انہوں نے بعد کے بھی بہت سے اعداد و شمار اکٹھے کئے اور کچھ زبردستی بھی کی ہے۔ اس لئے مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب "رسولِ رحمت" میں اس کا ذکر کرتے ہوئے ان کے حساب کو رد کیا ہے۔ لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے، مسلمانوں کو نتیجہ کے لحاظ سے بالعموم ایک اور دو کا یا ایک اور دو سے زیادہ کا غلبہ عطا ہوا ہے۔

پس میں اُمید رکھتا ہوں کہ جو وعدے اللہ تعالیٰ نے آغاز میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اوّلین ساتھیوں سے کئے تھے اور ان کی برکت سے تابعین کو جو غیر معمولی رُعب اور غیر معمولی غلبہ عطا ہوا۔ اس دُوسرے دَور میں یعنی آخرین کے دَور میں بھی اللہ تعالیٰ دعوت الی اللہ کرنے والوں سے ایسا ہی سلوک فرمائے گا۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہؓ کو غیر پر جو غلبہ عطا ہوا اس میں وقت گزرنے سے کمی نہیں آئے گی بلکہ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اور اب اس دور میں میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے آثار نمایاں طور پہ نظر آرہے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ جماعت کو جہاں بھی وہ بیدار ہو کر دعوت الی اللہ کے کام میں مصروف ہوئی ہے ایک اور دس کی نسبت سے بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ نسبت کے ساتھ کامیابیاں عطا فرما رہا ہے۔

اس میں ایک اور مضمون یہ پیش نظر ہے اور رکھنا چاہیئے کہ اس سے مراد محض ظاہری قتال نہیں ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا بلکہ ہر قسم کا مقابلہ اس میں شامل ہے۔ اور یہ ایک عمومی دستور بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ قومیں جو بامقصد ہوں جو صبر کرنے والی ہوں منظم ہوں اور اپنے آپ کو ایک اعلیٰ مقصد کے لئے قربان کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں تو اگر کسی ملک میں ان کی تعداد دس فیصد ہو جائے تو وہ ضرور غالب آجاتی ہیں۔ اس کے بعد حساب یکسر بدل جاتا ہے۔ پہلے رفتہ رفتہ آہستگی کے ساتھ ترقی ہوتی ہے۔ لیکن جب آپ ایک اور دس کی نسبت حاصل کر لیتے ہیں تو سارا ملک آپ کے قدموں میں آجاتا ہے۔ یہ وہ خوشخبری ہے جسے پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں بعض ملکوں میں پہلے سے بہت بڑھ کر تیزی سے کام کرنا چاہیئے کیونکہ ہم اس موڑ تک پہنچ رہے ہیں جس کے بعد چڑھائی ختم ہے۔ اور پھر تیزی کے ساتھ سارا ملک خدا تعالیٰ کی طرف بُلانے والے مخلصین کی جھولی میں ہوگا۔

میں ذرا رُکا اس لئے کہ ظاہری طور پہ "قدموں میں ہوگا" کا محاورہ آرہا تھا۔ مگر مضمون کی مناسبت سے یہاں سجتا نہیں تھا۔ تو فصاحت و بلاغت کو بعض موقعہ پر ایک طرف رکھنا چاہیئے مضمون کو بہرحال ترجیح دینی چاہیئے۔ تو اس پہلو سے اُن کی جھولی میں ہوگا۔ اس طرح جھولی میں ہوگا جیسے ایک چمن سے محبت کرنے والا پھول چُن کر اپنی جھولی میں ڈالتا ہے۔ اور اس غرض سے جھولی میں ہوگا کہ ان پھولوں کو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قدموں میں پیش کیا جائے۔ اس نیت سے اس مضمون کو سمجھ کر آپ دعوت الی اللہ کریں۔

اب میں واپس اس مضمون کی طرف لَوٹتا ہوں۔ میں بتا رہا تھا کہ

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی

کہ پہلے پرندوں کو مانوس کرو پھر وہ تمہارے ہو جائیں گے۔ اور تمہاری آواز کے نتیجہ میں لبیک کہیں گے۔ پھر وہ غیروں میں رہ کر بھی تمہارے رہیں گے۔

اس میں ایک اور بہت بڑی حکمت کی بات یہ ہے کہ وہ مذہبی قومیں جو رفتہ رفتہ آہستگی سے پھیلتی ہیں ان کو اکثر صورتوں میں معاشرہ پر غلبہ نصیب نہیں ہوتا۔ اور ان کے بنائے ہوئے مسلمان یا مؤمنین عموماً غیر معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہیں جہاں غیر معاشرے کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور ایسی صورت میں ان کے ضائع ہونے کا بہت بڑا خطرہ درپیش ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس تربیتی مسئلے کا حل بھی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھا دیا۔ فرمایا اگر تم نے ان کو اپنی ذات کے ساتھ مانوس کر لیا تو پھر وہ تمہارے ہو جائیں گے۔ مختلف سمتوں میں چلے جائیں گے۔ مختلف پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر بیٹھ جائیں گے لیکن تمہاری ایک آواز کے نتیجہ میں دوڑتے ہوئے تمہاری طرف آئیں گے۔ ان کو مستقل اپنا بنانے کا طریق یہ ہے کہ ان کے ساتھ محبت کرو۔ اور اس محبت کے نتیجہ میں ان کے دلوں کا تعلق اپنے دل کے ساتھ باندھ لو۔ دعوت الی اللہ کرنے والے پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس کو وہ خدا کی طرف بلائے اس کا خدا کی طرف آنا عارضی نہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ چند دن کے بعد وہ غیر معاشرے میں جائے اور پھر غیروں کا ہو رہے۔ پس جہاں تبلیغ میں خشکی ہوتی ہے وہاں عموماً ایسے آنے والے ضائع ہو جاتے ہیں۔ جہاں تبلیغ میں محبت اور تعلق کے جذبات غالب ہوتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنے والے ہمیشہ دین کے ہی ہو رہتے ہیں۔ اور ضائع ہونے والوں میں عموماً میں نے یہی محسوس کیا ہے کہ ان کے اور ان کو دعوت الی اللہ دینے والوں کے تعلق میں ایک خشکی تھی۔ کوئی رُوحانی نرمی اور گرمی نہیں تھی۔ بہرحال اب سوال یہ ہے کہ مانوس کیسے کیا جائے۔ مانوس کرنے کے متعلق میں پہلے بھی ایک دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ تعلقات بنانے کے بہت سے

طریق ہیں اور سب سے نمایاں اور واضح طریق احسان کا طریق ہے اور اگر احسان ایسا ہو کہ جس کے نتیجہ میں جس پر احسان کیا جائے وہ یہ نہ سمجھے کہ اپنی کسی غرض سے کر رہا ہے۔ تھوڑا احسان بھی بہت ہوتا ہے اور غیر معمولی اثر ڈالتا ہے۔ ایک آدمی کو چائے کی ایک پیالی پلانا کونسا بڑا احسان ہے معمولی بات ہے بعض دفعہ پلانے والا اُس سے بہت زیادہ غریب ہوتا ہے۔ جس کو وہ پلائی جاتی ہے لیکن اگر امیر آدمی کو ایک غریب چائے کی پیالی پلائے اور امیر جانتا ہو کہ اس کو مجھ سے کوئی غرض نہیں مجھ سے کوئی کام نہیں تو اس کی چائے کی ایک پیالی ہی اس کے دل پر ایک بھاری احسان بن کر ہمیشہ رہے گی اور یہی طریق احسان کا مضمون عام دنیا کے معاملات سے مخاطب ہو جاتا ہے۔ پس اگر کسی کو مانوس کرنا ہو تو قرآن کریم نے احسان کا جو طریق بیان فرمایا ہے اس کے مطابق مانوس کریں۔ فرمایا: وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۔ ایسا احسان نہ کیا کرو جس کے نتیجہ میں زیادہ حاصل کرنا مقصود ہو اور جس کا مقصد کچھ اور لینا اور اپنی دولت کو یا اپنی طاقت کو بڑھانا ہو۔ اب یہ جو پیغام ہے اس میں دعوت الی اللہ کرنے والوں کے لئے بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ وہ غیروں سے اس رنگ میں حسن سلوک کریں کہ ان کو حسن سلوک کرنے والے کا کوئی فائدہ اس میں دکھائی نہ دے۔ بعض لوگ ہسپتالوں میں چلے جاتے ہیں۔ مریضوں کی تیمارداری کرتے ہیں جیلوں میں جاتے ہیں وہاں غریب ضرورتمندوں کا خیال کرتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ وہ ان غریبوں کے لئے جن کا کوئی سہارا نہ ہو بعد میں کوشش بھی کرتے ہیں۔

میں نے اس کی ایک مثال دی تھی

کہ پاکستان کی جیلوں میں سے ایک جیل میں جانے والے داعی الی اللہ نے مجھے ایک شخص کے حالات لکھے جو بہت ہی دردناک تھے اور وہ شخص کوئی پچیس ۲۵ تیس ۳۰ سال سے بغیر کسی مقدمہ کے مصیبتوں میں مبتلا تھا اور کوئی اس کا پاسبان نہیں تھا۔ کوئی اس کا پُرسان حال نہیں تھا۔ اس کا معاملہ ہم نے ایمنسٹی کو دیا اور ایمنسٹی نے اس کے لئے کوشش کی اور کامیابی نصیب ہوئی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ آزاد ہوا لیکن آزاد ہوتے ہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا غلام بن گیا۔ پہلے وہ ہندو تھا، پھر موحد بنا اور موحد بھی ایسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے کلام کا، آپ کے پیغام کا، آپ کی ذات کا عاشق ہو گیا اور اُس نے آزادی کے بعد مجھے ایک بہت ہی دلچسپ خط لکھا کہ اب اس دور میں جبکہ احمدیت کے ذریعہ مجھے اسلام کی حقیقی تعلیم سے تعارف ہوا ہے تو مجھے پتہ چلا ہے کہ اسلام کیا تھا۔ پس وہ احسان کریں جو چھوٹا بھی ہو تو خود غرضی کا نہ ہو۔ جس میں خود غرضی کا کوئی پہلو نہ ہو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ احسان کرتے ہی تبلیغ نہ شروع کر دیں۔ اگرچہ تبلیغ بھی احسان ہے لیکن جب آپ احسان کرتے ہی تبلیغ شروع کرتے ہیں تو اگلا سمجھتا ہے کہ اب سمجھ آگئی ہے کہ کس لئے مجھے بلایا ہے۔ چائے کی پیالی پلایا اور ساتھ تقریر شروع کر دی اور ایسے لوگ بیچارے جن کو چائے کی پیالی پلائی جا رہی ہوتی ہے وہ پھر بیچارے زہر مار کرتے ہیں لطف نہیں اٹھاتے۔ وہ کہتے ہیں میں کس مصیبت میں پھنس گیا۔ اس مصیبت سے نجات ملے۔ ایک پیالی چائے کے بدلہ اس شخص نے اتنی لمبی تقریر جھاڑ دی اور پھر وہ اس سے بچتے ہیں اور آئندہ ایسے شخص سے ملنے سے گریز کرتے ہیں۔ تو احسان سے مراد ایسا احسان ہے جس کے بعد ارد گرد کوئی غرض دکھائی نہ دے رہی ہو اور وہ غرض جو آپ رکھتے ہیں یہ اس وقت ظاہر ہو جب کہ یہ غرض احسان کا رنگ اختیار کر چکی ہو اور جس شخص پر یہ غرض ظاہر ہو رہی ہے احسان کے رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے۔ اس کے بہت سے طریق ہیں اور مانوس کرنے کا جو علم ہے یہ تو اللہ تعالیٰ فطرتاً عطا کرتا ہے اور پھر تجربہ سے یہ علم بڑھتا ہے۔ بیچارے بعض مبلغ ہیں وہ اپنی سادگی میں اس طرح تبلیغ کرتے ہیں مثلاً ایک خاتون ہیں ان کو تبلیغ کا بڑا شوق ہے وہ مجھے ملنے آئیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ بتائیں کس طرح تبلیغ کی تو انہوں نے کہا کہ وہ جو اعتراضات کے جواب کے رسالے شائع ہوئے تھے ان میں سے تین رسالے میں ایک عورت کو دے آئی ہوں۔ میں نے کہا کہ اس طرح تقسیم کرنا تو مقصد نہیں تھا۔ پھر میں نے کہا کہ کیا نتیجہ نکلا تو کہنے لگیں کہ میں دوسری دفعہ ملی تو اور بھی ناراض تھی۔

اس طرح تو پھر ناراض ہوں گے۔ تبلیغ کے ساتھ جو حکمت کو باندھا گیا ہے اس حکمت کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیئے اور مانوس کرنے میں مضمون سے مانوس کرنا داخل ہے۔ دیکھیں! ایک عورت ہے جس کی گھر کی گائے یا بھینس ہے، وہ روزانہ اس کا دودھ دھوتی ہے لیکن جب تک پسمائے نہیں اس وقت تک وہ گائے یا بھینس اس کو دودھ نہیں دیتی۔ پنا ڈالتی ہے۔ نرم ہاتھوں سے اس کے تھنوں کو چھوتی ہے یہاں تک کہ دودھ آجاتا ہے اور جب وہ دودھ دھوتی ہے تو اس گائے یا بھینس پر احسان کرتی ہے کیونکہ دودھ سے بھرا ہوا وہ تھن اُس کے لئے بوجھ بن جاتا ہے تو غرض پوری ہو رہی ہے۔ لیکن احسان کے رنگ میں اور اس سے پہلے پیار اور محبت سے دل لبھانا جس کو ہم بچپن میں پتہ نہیں پنجابی تھی یا اردو مگر "پسمانا" کہا کرتے تھے کہ گائے بھینسوں کو پسمایا جاتا تھا تو بغیر پسمائے آپ مضمون کی طرف لے آئیں گے اور جس طرح گائے پھر دولتی مارتی ہے اور اگر تھوڑا سا دودھ پہلے دھویا ہوا ہو تو بعض دفعہ وہ بھی ضائع ہو جاتا ہے تو ایسا کام نہ کریں کہ آپ خدا کی خاطر کسی کو پسمائے بغیر خدا کا ذکر شروع کر دیں اور بجائے اس کے کہ وہ آپ کی طرف مائل ہو وہ دولتی مارے اور آپ کی ساری محنت ضائع چلی جائے۔ میری مراد یہ ہے کہ صرف ذاتی تعلق قائم کرنا ہی نہیں بلکہ مضمون کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں بھی مراحل ہوتے ہیں اور اُن کو درجہ بدرجہ اختیار کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ بڑی حکمت سے کام کرتے ہیں۔ ایسی کتابیں دیتے ہیں جن میں براہ راست تبلیغ کا کوئی مضمون نہیں ہے یا ایسی کتابیں دیتے ہیں جن میں کتاب وصول کرنے والے کو اپنے مقصد کے لئے ایک بہت عمدہ ہتھیار ہاتھ آجاتا ہے۔ مثلاً عیسائی علاقوں میں مسلمان ہیں جن کو عیسائیوں سے مقابلے کی استطاعت نہیں ہے یا صلاحیت نہیں ہے ان کو آپ احمدیت کا وہ لٹریچر دیں جس میں عیسائیوں کے مدمقابل بڑے قوی دلائل پیش کئے گئے ہیں تو ایسا لٹریچر وصول کرنے والا یہ نہیں سمجھے گا کہ مجھے کھینچا جا رہا ہے بلکہ اس کے لئے تقویت کا سامان ہوگا۔ اگر مسلمانوں کو جن کو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت ودیعت فرمائی ہے جیسے دودھ میں پلائی گئی ہو بلکہ ہر کس و ناکس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے محبت ضرور رکھتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرت کی وہ کتب دی جائیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرت کو ایسی شان سے پیش کیا گیا ہے ایسے عظیم طریق پر پیش کیا گیا ہے کہ اس کی مثال دوسری کتب میں دکھائی نہیں دیتی۔ مثلاً سیرت خاتم النبیینؐ ہے مثلاً حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب LIFE OF MOHAMMAD ہے۔ یہ اگر آپ اُن کو دیں تو ان کے اندر نہ صرف یہ کہ پہلے سے بڑھ کر آپ کے لئے تعلق پیدا ہوگا بلکہ احمدیت سے ایک تعلق قائم ہو جائے گا اور ان کو اس مطالعہ کے دوران رفتہ رفتہ یہ سمجھ آئے گی کہ احمدیت تو کچھ اور چیز ہے۔ جو ہم سمجھتے تھے وہ نہیں ہے پھر طلب پیدا ہوگی اور وہ طلب آپ کے لئے مواقع پیدا کر دے گی کہ آپ ان کو کتابیں بھی دیں اور احسان بھی کر رہے ہوں۔

پاکستان میں ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے بتایا

کہ میں اس طرح تبلیغ کرتا ہوں کہ دانشوروں اور پروفیسروں وغیرہ میں میرا آنا جانا ہے ان میں سے ایسے بھی ہیں جو خدا کی ہستی کے قائل نہیں یا شک رکھتے ہیں۔ فرشتوں وغیرہ کے مضمون پر مذاق اڑاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اُن کے مدمقابل اُن سے لڑتے جھگڑتے ہیں

اور بحثیں کرتے ہیں تو میں اُن کو ایسی کتابیں جیسے حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب "ملائکۃ اللہ" ہے یا "تقدیر الٰہی" ہے یہ دیتا ہوں اور اس سے دونوں فریق میں دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو ملائکۃ اللہ کا دفاع کر رہے ہوتے ہیں وہ حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب "ملائکۃ اللہ" جب پڑھتے ہیں تو ان کو ملائکۃ اللہ کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ وہ اس لائق ہو جاتے ہیں کہ واقعۃً ٹھوس دلائل سے ملائکۃ اللہ کی حقیقت کا دفاع کریں اور ملائکہ کے وجود کا دفاع کریں۔ اور دوسروں کے دل میں جو شکوک ہوتے ہیں وہ اس لئے زائل ہو جاتے ہیں کہ اُن کے ہاں ملائکہ کا تصور ہی اُوٹ پٹانگ اور عجیب و غریب سا ہے اور ملائکہ کا سچا تصور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے ہدایت پا کر ہمیں عطا کیا لیکن نیا تصور نہیں عطا کیا۔ سو فیصدی قرآن کریم پر مبنی ہے سو فیصدی احادیث اور اقوال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر مبنی لیکن اُس نور تک غیروں کی نظر نہیں گئی اور فرضی کہانیوں کو اپنا بیٹھے اور قرآن اور حدیث کی حقیقتوں کو نظر انداز کر دیا۔ بعض دفعہ انسان فرضی کہانیوں میں بستا ہوا حقیقت کو دیکھتے ہوئے بھی پہچان نہیں سکتا۔ یہ بھی ایک قسم کا اندھا پن ہے۔ چنانچہ بہت سے غلط عقائد جو احمدی ہونے سے پہلے نئے احمدی ہونے والوں کے ہوا کرتے تھے جب احمدی ہونے کے بعد وہ مُڑ کر اُن کو دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ ہمیں پہلے کیوں نہیں خیال آیا۔ کیسی بے وقوفوں والی باتیں تھیں جن پر ہم ایمان رکھا کرتے تھے اور ان کو کبھی سمجھ نہیں آتی کہ یہ ہو کیا رہا تھا؟ مگر غفلت کی آنکھ اندھی آنکھ ہوا کرتی ہے۔ اُسے دیکھتے ہوئے بھی دکھائی نہیں دے رہا ہوتا۔ پس جب آپ اپنے دوستوں کو ان کے مناسب حال اس قسم کی کتابیں دیں گے تو اس کے نتیجہ میں ان کی غلط فہمیاں دور ہوں گی۔ ان کو احمدیت میں اس لحاظ سے دلچسپی پیدا ہو گی کہ اُن کا دل گواہی دے گا کہ یہ نور ہے۔ یہ روشنی عطا کرنے والی چیز ہے۔ اسی طرح مثلاً

INTRODUCTION TO THE STUDY OF THE HOLY QURAN.

ہے جو کہ حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن کریم کے تعارف میں ایک بہت ہی عمدہ مقالہ لکھا ہوا ہے۔ بعض لوگ وہ پہلے عیسائیوں کو دیتے ہیں۔ اب میرے نزدیک یہ بعض صورتوں میں تو درست ہے مگر بہت سی صورتوں میں درست نہیں ہے کیونکہ وہ عیسائیوں کے خلاف اس قدر شدید حملہ ہے کہ جس کو آپ سے مضبوط تعلق قائم نہ ہوا ہو یا اسلام میں گہری دلچسپی پیدا نہ ہوئی ہو بعض دفعہ وہ اُس حملے کی تاب نہ لا کر آپ سے بھی بھاگتا ہے اور اسلام سے بھی بھاگتا ہے اور بعض دفعہ اس کے دل میں محبت کی بجائے ایک نفرت پیدا ہوتی ہے جو کمزوری کے احساس سے پیدا ہوتی ہے وہ محسوس کرتا ہے کہ میں اس دشمن سے لڑ نہیں سکتا اور اس کے نتیجہ میں اس کی کمزوری نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے پاس ایک دفعہ ایک امریکن سفیر نے یہ شکایت کی کہ مجھے (اسلام میں) تھوڑی سی دلچسپی پیدا ہوئی تھی تو مجھے کسی نے آپ کی کتاب INTRODUCTION TO THE STUDY OF THE HOLY QURAN دی۔ آپ نے تو بہت سخت حملے کئے ہیں۔ بالکل ناواجب حملے کئے ہیں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ تم نے وہ حملے نہیں دیکھے جو غیر سینکڑوں سال سے اسلام پر کر رہے ہیں۔ اب اگر ہم ان کا دفاع کریں تو تم لوگ کہتے ہو کہ یہ سخت ہیں جب تم سختی کرتے ہو تو تمہیں اس وقت احساس نہیں ہوتا۔ ایک ہندو پرائم منسٹر نے بھی مجھ سے بات کی کہ آپ کی فلاں کتاب میں بہت سختی کی گئی ہے اور وہ یہی کتاب تھی۔

یہی کتاب اگر آپ مسلمانوں کو دیں تو بالکل برعکس نتیجہ نکلے گا۔ پہلے مسلمانوں کو دیں اور مسلمان جب یہ پڑھیں گے تو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ احمدیت اس طرح اسلام کا دفاع کرتی ہے تو اُن کے لئے یہ تبلیغ کا ذریعہ بن جاتی ہے اور یہی کتاب ایک عیسائی کے لئے اس وقت تبلیغ کا ذریعہ بنتی ہے جب آپ چند منازل طے کر چکے ہوں۔ کسی حد تک اس کو مضمون سے شناسا کر چکے ہوں اور جیسا کہ میں "پسماندہ" کا لفظ استعمال کر رہا ہوں اُس کے بعد "پسماندے" کی منزل ذرا دیر میں آئے گی۔ بعض کتابیں بڑی کڑوی مزاج کی ہوتی ہیں۔ اُن کے پینے کا بھی

محنت کرنی پڑتی ہے۔ ہاتھ دائیں پھیرنے، تھپکانا، پیار کرنا۔ پانی کے چھینٹے دینے ورنہ وہ دولتیاں بھی مارتی ہیں اور سینگ بھی مارتی ہیں تو مختلف مزاج کے لوگ ہیں ان کو سمجھنا چاہیئے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعوت الی اللہ کے مضمون میں ہر جگہ حکمت کو پہلے رکھا ہے اور ہر دوسری چیز کو بعد میں رکھا ہے۔ پس حکمت کے تقاضے یہ ہیں کہ پہلے اس کے دل کو اپنے لئے نرم کرو۔ اور اپنے لئے دل نرم کرنے کے بعد پھر ایسے ذرائع اختیار کرو کہ اسلام کے لئے اس کا دل نرم ہونا شروع ہو اور جوں جوں دل نرم ہو اُس سے استفادہ کرو اور مناسب حال تبلیغ کرو۔ مناسب حال کتب اس کو مہیا کرو اور یہ وہ سلسلہ ہے جو پھر رفتہ رفتہ خود بخود بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے طلب پیدا کرنی ضروری ہے۔ اس نکتہ کو آپ اچھی طرح سمجھ جائیں۔ اگر طلب پیدا کئے بغیر آپ نے احسان کا بدلہ حاصل کرنے کی کوشش کی تو یہ احسان آپ پر اُلٹ جائیگا اور بے کار جائے گا۔ پس تعلقات کے دائرے وسیع کر کے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے رفتہ رفتہ مضمون کھول کر آگے بڑھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ایک بہت گہرا اثر رکھنے والا کلام ہے اور اس سے بھی پھر بعد استفادہ کرنا چاہیئے۔ بعض دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعتیہ کلام اچھی آواز میں کیسٹس میں بھر کر سنایا جائے تو اس سے دل پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ پھر بعض دفعہ ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ اقتباسات پیش کئے جائیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں ہیں تو ان کا دل پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

پس ہر شخص کے حالات دیکھ کر اُس کے مطابق رفتہ رفتہ سلوک ہونا چاہیئے۔ بہت سے احمدی ایسے ہیں جنہوں نے مجھے بتایا کہ ہم نے تبلیغ سے پہلے آپ کے خطبات سنانے شروع کئے اور وہ خطبات سنائے جن میں براہ راست کوئی تبلیغ نہیں ہے۔ تربیت کے مضمون سے تعلق رکھنے والے ہیں عبادت کے مضمون ہیں اخلاق کے مضمون ہیں وغیرہ وغیرہ اور ان کو سننے کے بعد سننے والے کے دل میں خود ایک طلب پیدا ہوئی اور انہوں نے ہم سے مطالبے شروع کئے اور ہم نے ان کو لٹریچر دینا شروع کیا۔

ایک پٹھان دوست جو آزاد علاقے کے رہنے والے ہیں

وہ اس وقت جمعہ میں میرے سامنے موجود ہیں انہوں نے مجھے خود بتایا کہ میرے دل میں تو احمدیت کی محبت کی وجہ خطبات تھے۔ مجھے ایک احمدی دوست ایک دفعہ مسجد پہنچا گیا یہ دکھانے کے لئے دیکھو تو سہی ہم کیسے نماز پڑھتے ہیں خطبہ کیسا ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر ایسا شوق ہوا کہ ہر خطبہ میں یہیں آکر سنتا ہوں اور ہر جمعہ یہیں ادا کرتا ہوں اور اُن کو سننے کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑھ گئی ہے کہ آپ سچے ہیں۔ اس لئے مجھے اب اور کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہے جو آپ کہیں گے میں ٹھیک سمجھونگا اور ٹھیک کہوں گا اور چنانچہ وہ اللہ کے فضل سے بڑی وفا کے ساتھ احمدیت کے ساتھ تعلق میں نہ صرف قائم رہے بلکہ بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اپنے ماحول میں بھی ارد گرد احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں تو طریقِ کار کا صحیح ہونا بہت ہی اہم ہے اور طلب پیدا کرنے سے پہلے دعوت دینا ظلم کے مترادف ہے۔ ایسی زمین میں بیج پھینکنے کے مترادف ہے جو پتھریلی ہو جسے نرم نہ کیا گیا ہو جس پر محنت نہ کی گئی ہو جس میں نمی موجود نہ ہو یہی وجہ ہے کہ ہمارے بہت سے دعوت الی اللہ کرنے والے ہمیشہ ہی روتے رہتے ہیں اور ہمیشہ یہی ان کا شکوہ رہتا ہے کہ ہم تو تبلیغ کرتے ہیں کوئی سنتا ہی نہیں۔ کوئی سنانے والی بات کرو گے تو سُنے گا نا۔ تبلیغ کا مضمون تو تبلیغ کا ذکر کئے بغیر غالب نے بڑے عمدہ رنگ میں بیان کیا ہے۔ کہتا ہے ؎

میں بُلاتا تو ہوں اُن کو مگر اَے جذبۂ دل
اُن پر بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

میں تو بُلاتا ہوں مگر اَے جذبۂ دل ہی۔ پس اے جذبۂ دل! ایسا کوئی کرشمہ دکھا کہ ان پر ایسی بن جائے کہ اُن سے بن آئے بنے بھی نہ ...

تیری طرف آنے پر مجبور ہو جائیں تو امر واقعہ یہ ہے۔ بڑی گہری بات کر گیا ہے۔ باتوں سے تو بلایا جاتا ہے مگر کھینچتا جذبۂ دل ہی ہے۔ اگر جذبۂ دل نہیں ہوگا تو باتیں بالکل بے اثر رہیں گی۔ کچے دھاگے کی طرح ہوں گی۔ ان میں کھینچنے کی کوئی طاقت پیدا نہیں ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ کتب جن کا خصوصیت کے ساتھ مشرقی یورپ اور روس کی سوسائٹی پر ایک دم گہرا اثر پڑتا ہے ان کتب میں سب سے نمایاں میں نے "مسیح ہندوستان میں" پائی ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جیسے سابقہ عیسائی دنیا جو دہریہ ہو گئی اور اشتراکی دنیا کہلاتی ہے اس کے باشندوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ ایک دم گہری دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ اور خدا کو ابھی وہ نہیں مان رہے ہوتے لیکن اس کتاب میں وہ حقیقت پاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں پھر وہ مطالبہ شروع کر دیتے ہیں۔ ابھی ابھی جب ہم نے ایک نمائندہ روس بھیجا اور ایک نمائندہ وفد بلغاریہ بھجوایا تو ان دونوں کی یہی رپورٹ تھی کہ یہ کتاب فوراً شائع ہونی چاہیئے اور روس کی طرف سے شدت سے مطالبہ ہے۔ چنانچہ ہم نے یہ طبع کروائی ہے اور اور بھی بہت سی کتابیں طبع کروائی ہیں۔

اگلی بات میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ دعوت الی اللہ کرنے والے کو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اپنے منصوبے میں اس بات کو شامل کرنا چاہیئے کہ کن لوگوں میں وہ زیادہ عمدگی کے ساتھ تبلیغ کر سکتا ہے۔ بعض لوگ رشین سپیشلسٹ ہو سکتے ہیں اور ان کو پھر دن رات انہی میں کام کرنا چاہیئے۔ دوسروں تک بھی بات پہنچانا فرض ہے لیکن جہاں سے زیادہ سہولت سے شکار حاصل ہوتا ہو شکاری پہلے وہیں جایا کرتا ہے اور بعض دفعہ ایک بڑے شکار کے لئے چھوٹے شکار کو چھوڑا بھی جاتا ہے۔ چنانچہ اچھے شکاری وہ ہیں جو یہ جائزہ لیتے ہیں کہ کہاں کہاں شکار موجود ہیں اور ان کی مرضی کا شکار ایسا شکار جس کو شکار کرنے کے فن میں وہ ماہر ہوں وہ کہاں ملتا ہے چنانچہ وہ تیزی کے ساتھ انہی جگہوں پر جاتے ہیں اور رستے کے شکار کو چھوڑتے چلے جاتے ہیں تاکہ وقت ضائع نہ ہو اور اصل مقصد کو نقصان نہ پہنچے۔ پس شکار ہے تو بظاہر مارنے والا لفظ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے وضاحت کر دی ہے تمثیلات کی باتیں ضروری نہیں کہ سو فیصدی اطلاق پائیں۔ یہ مضمون سمجھانے کی خاطر بیان کئے جاتے ہیں اور جہاں تک تبلیغی شکار کا تعلق ہے اس کا تعلق اسی شکار سے ہے جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھایا گیا ہے۔ مارنے کے لئے نہیں بلکہ اپنا بنانے کے لئے۔ چنانچہ اس زمانہ میں اب خاص طور پر مغربی دنیا میں کثرت سے آپ کو ایسے شکاری ملیں گے جو پرندوں کی حفاظت کے لئے ان کو پھنساتے ہیں EXTINCTION- سے بچانے کے لئے، فنا سے بچانے کی خاطر وہ ان کو جالوں میں قابو کرتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ وہ ان کو خاص قسم کے ٹیکے لگاتے ہیں۔ بعض دفعہ ایسے نشان لگا دیتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص غلطی سے ان کو مار نہ بیٹھے۔ کئی ذرائع اختیار کئے جا رہے ہیں لیکن پہلے قابو کرتے ہیں اور ایسی مہمات بھی آپ کو دیکھنے میں آئیں گی جہاں ہاتھیوں کو بے ہوش کر کے پہلے قابو کیا جاتا ہے پھر ان کی [illegible] کے سامان کی خاطر ان کو مناسب جگہوں میں پہنچایا جاتا ہے جہاں ان کی زندگی کے خطرے کم ہوں۔ اور خوراک وغیرہ کافی مہیا ہو تو یہ وہ طریق ہیں جن سے شکار بظاہر شکار رہے۔ لیکن نیتوں کے فرق کے نتیجہ میں بہت زیادہ فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

پس آپ کی نیت زندہ کرنے کی ہے۔ آپ کی نیت بچانے کی ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کے لئے مسیحا نفس بنائے گئے ہیں۔ اگر آپ نے زمانے کو نہ بچایا تو اس کے بچنے کے آثار نہیں ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً بتایا گیا کہ

"یہ لوگ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں"

دیکھیں! کتنا پیارا اظہار ہے "زندگی کے فیشن سے ..... ان کو زندگی کی ادائیں ہی نہیں رہیں اور بظاہر فیشن میں مبتلا ہیں لیکن یہ موت کے فیشن ہیں جو قوموں کو ہلاک کر دیا کرتے ہیں۔ زندگی کے فیشن نہیں ہیں۔ زندہ رہنے کے گر ان کو یاد نہیں رہے اس لئے آپ نے ان کو زندگی کے فیشن سکھانے ہیں اور واقعۃً دعوت الی اللہ زندہ کرنے کی خاطر کرنی ہے ورنہ اگر آپ نے ان کو زندہ نہ کیا تو یہ نہیں بچائے جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق خدا تعالیٰ نے اسی لحاظ سے فرمایا کہ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (سورۃ الانفال: ۲۵) یہ تمہیں زندہ کرنے کی خاطر بلاتا ہے مارنے کی خاطر نہیں۔

پس ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو

ہمیشہ یہ مقصد پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ میں نے زندہ کرنا ہے

اور یہ اعلیٰ مقصد پیشِ نظر رہے تو اس کے امن پر اس کا بہت ہی صالح اثر پڑے گا اور اس کے نتیجہ میں اس کو خدا تعالیٰ خود بخود ایسے آداب اور ایسے اسلوب سکھلائے گا جن سے دعوت الی اللہ کرنے والے میں زندگی کے آثار دن بدن نمایاں ہونے شروع ہو جائیں گے۔ ایسا شخص تبلیغ کو محض دلائل میں محدود نہیں کرے گا۔ اس کا مقصد زندہ کرنا ہے۔ وہ اس کی نیکیوں کو تلاش کر کے ان کو ابھارنے کی کوشش کرتا ہوگا۔ وہ کوشش کرے گا کہ اس کے اندر اگر کوئی دبی ہوئی چنگاری کوئی زندگی کی رمق موجود ہے تو اسے ہوا دوں اسے پھونکوں۔ اس کو آہستہ آہستہ طاقت بخشوں اور اس کے اندر جو ادھر ادھر بیکار لکڑیوں کا انبار لگا پڑا ہے اسے اس چنگاری کے ذریعہ ایک زندہ نور کی شکل میں تبدیل کر دوں۔ پس یہ وہ نکتہ ہے جسے میں خاص طور پر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ زندہ کرنے والے ہیں اور زندگی پیدا کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ پہلے کوئی پیغام کو تسلیم کرلے۔ ہر شخص کے اندر مخفی خوبیاں ہوتی ہیں۔ آج کل تو دیا سلائیوں اور لائیٹروں (LIGHTERS) کے زمانے ہیں۔ پرانے زمانوں میں ہندوستان میں مجھے یاد ہے عورتیں راکھ میں آگ دبا دیا کرتی تھیں۔ اور صبح صبح خشک لکڑیاں لے کر بیچ میں سے چنگاری تلاش کیا کرتی تھیں۔ اور اس چنگاری پر کاغذ رکھ کر یا باریک خشک لکڑیاں رکھ کر پھونکیں مار کر اس آگ کو زندہ کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔

یاد رکھیں ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے زندگی کی صلاحیتیں رکھی ہوئی ہیں۔ وہ دب جاتی ہیں۔ بعض دفعہ راکھ کے ڈھیر تلے نظروں سے غائب ہو جاتی ہیں مگر ہوتی ضرور ہیں۔ بد سے بد آدمی میں بھی بعض ایسی خوبیاں ہیں جن سے تعلق پیدا کر کے آپ اس کو زندہ کرنا شروع کر سکتے ہیں یعنی اس شخص کی زندگی کے سامان فراہم کر سکتے ہیں۔ پس جب آپ کسی شخص سے ایسا تعلق پیدا کریں گے تو اس کو آپ سے اسی قسم کا ایک تعلق پیدا ہوگا اور یہ وہ تعلق ہے جو زبان سے کسی پیغام کی طرف بلانے کے نتیجہ میں پیدا نہیں ہوا کرتا۔ یہ زندگی کا گہرا تعلق ہے جس میں ایک انسان محسوس کر لیتا ہے اور اس کا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص سچا ہے۔ اسے میری بقا میں دلچسپی ہے اور میری بھلائی میں دلچسپی ہے۔ اسے میرے سے اپنا کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ میرے سارے مقاصد اس سے وابستہ ہیں۔ پس جب آپ فرض کریں کسی مریض کے پاس ہسپتال جاتے ہیں تو اس طرح ہمدردی کریں کہ اس کا ظاہری آزار دور ہو۔ اس کو مشورے دیں۔ اس کا خیال رکھیں۔ اگر ایسے مریض کا کوئی تجزیہ ہو تو بتائیں کہ فلاں جگہ ایسا مریض شفاء پا گیا اور اس تک پہنچنے میں جو مدد دے سکتے ہیں اس کو دیں۔ اب میں اپنی بیگم کی بیماری کے سلسلہ میں ہسپتال جاتا ہوں تو اردگرد کے مریضوں سے جن سے بھی رابطہ ہو ان کو میں مشورے دیتا ہوں کہ آپ یہ کریں، وہ کریں۔ میں خود تو آپ کا علاج نہیں کر سکتا کیونکہ میرے پاس لائیسنس نہیں ہے لیکن آپ فلاں فلاں ڈاکٹر سے رابطہ کریں

امریکہ میں یا انگلستان میں فلاں قسم کے علاج ایجاد ہو چکے ہیں اور خدا کے فضل سے اس کے نتیجہ میں مریضوں میں بڑی گہری دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور ان کے رشتہ داروں میں بڑی دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگ بعد میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون شخص تھا جو یہ باتیں ہم سے کر کے گیا ہے تو آپ کو انسان کی ذات میں دلچسپی لینی ہے اور اس ضمن میں جو میں اب بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کی خوبیوں کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اس کی خوبیوں سے اپنا تعلق جوڑنا چاہیئے اور اس کی خوبیوں کی افزائش کا انتظام کرنا چاہیئے اور اس کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

پھر اس ضمن میں قیدیوں کے ساتھ رابطے بھی جماعت احمدیہ کے بڑے بڑے مواقع ہیں۔ کئی ایسے قیدی ہیں جن کے ساتھ احمدیوں نے رابطے کئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں بہت پاک تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ ابھی کچھ دن پہلے مجھے بھی انگلستان ہی کے ایک قیدی ملنے کے لئے آئے۔ وہ پیرول پر کچھ دیر کے لئے باہر آئے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک احمدی نے مجھ سے بات شروع کی۔ میں اس کے کردار سے اور جس گہری ہمدردی سے وہ میری بھلائی چاہتا تھا اور دوسرے قیدیوں کی بھلائی چاہتا تھا اس سے اتنا متاثر ہوا ہوں کہ بڑی تیزی کے ساتھ میں احمدیت میں دلچسپی لینے لگا۔ اس نے بتایا کہ جب دوسرے مسلمانوں کو علم ہوا اور بعض مولوی بھی وہاں آتے ہیں تو انہوں نے مجھے پورے زور سے روکنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ بہت ہی گندے اور خبیث لوگ ہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ تم عیسائی رہو لیکن ان کے جال میں نہ پھنسنا۔ کہتا ہے میں نے ان کو بتایا کہ تمہیں پتہ کیا ہے، میں ان کو جانتا ہوں۔ اگر کوئی شرافت نجابت انسانی قدریں ہیں تو ان لوگوں میں ہیں۔ اگر مذہب یہ قدریں پیدا کرنے کے لئے نہیں آتا تو مجھے ایسے مذہب میں دلچسپی کوئی نہیں ہے تو تم اپنی دلیلیں اپنے پاس رکھو۔ میں نے تو جن کا ہونا تھا ہو چکا ہوں۔ چنانچہ وہ بڑے خلوص کے ساتھ اور محبت کے ساتھ مجھے ملنے کے لئے آئے اور کہا کہ اب میں کل واپس جیل جاؤں گا اور میرا بقیہ جتنا عرصہ وہاں بسر ہوگا میں نے احمدیت کی تبلیغ کے لئے وقف رکھنا ہے تو قیدی ہوں یا اور کسی قسم کے مریض اور بیمار اور گندی عادتوں میں مبتلا اور ڈرگز (DRUGS) میں پھنسے ہوئے اور کئی قسم کی مشکلات میں گرفتار لوگ ایسے ہیں کہ جن کے اندر اگر آپ دلچسپی لیں گے اور دلچسپی لیتے ہی پیغام نہیں دیں گے بلکہ دلچسپی لیتے ہوئے ان کی ایسی بھلائی کے انتظام کریں گے جس میں ان کو دلچسپی ہو تو پھر وہ منزل آئے گی کہ وہ آپ میں اور آپ کے پیغام میں دلچسپی لینے لگیں گے۔ ان کے اندر وہ طلب پیدا ہوگی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کو خدا تعالیٰ وہ پھر پرندے عطا کرے گا جنہیں آپ اپنے طیور کہہ سکتے ہیں جو آپ کے ہو جائیں گے۔ پھر جن ہاتھوں میں بھی جائیں گے آپ کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے وہ آپ کے قدموں میں یا آپ کی جھولی میں آجایا کریں گے۔ آپ کے ہاتھوں پر بیٹھ جایا کریں گے۔ آپ کے ہو جائیں گے اور خدا کے ہو جائیں گے۔ یہ وہ نیت ہے جس کو لے کر آپ نے دعوت الی اللہ کا کام کرنا ہے۔ اس ضمن میں میں آپ کو

ایک دلچسپ حدیث

سناتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک مرتبہ سنایا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ یہ حدیث حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی اور اس کی کوئی سند نہیں ملتی تھی۔ میاں انس احمد صاحب کو علمی شوق ہے آخر انہوں نے ایک کتاب سے جس کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں لیکن صحیح کتاب ہے اور موقر کتاب ہے اس سند کو تلاش کر کے مجھے بھجوایا۔ جب میں نے اس حدیث پر غور کیا تو پہلے تو مجھے تعجب ہوا کہ عمل جو نیک نیتی کے ساتھ کیا جائے وہ بہر حال بہتر ہوتا ہے خالی نیت عمل سے بہتر کیسے ہو گئی؟ پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون سمجھایا کہ اس میں گہری حکمت یہ ہے کہ مومن کی نیتیں جو دل کی گہرائی سے نکلتی ہیں بہت زیادہ نیک عمل کی خواہاں ہوتی ہیں اور کسی انسان میں یہ طاقت ہی نہیں کہ اپنی خواہشوں کے مطابق اپنی ہر خواہش کو عمل میں ڈھال سکے۔ اسی طرح بد لوگ بدی کی نیتیں بہت رکھتے ہیں لیکن کسی بد کو توفیق ملتی ہے کہ وہ ہر بدی کر سکے۔ اسی لئے تو غالب نے کہا کہ ؎

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

تو مومن کو ناکردہ نیکیوں کی حسرت کی داد چاہیئے اور کتنی نیکیاں اس کے دل میں ہوتی ہیں۔ حقیقت میں موجود ہوتی ہیں لیکن انہیں وہ کر نہیں سکتا اور اس مضمون کو جب آپ احمدی زندگی پر اطلاق کر کے دیکھیں تو آپ کو کثرت سے ایسے احمدی دکھائی دیں گے جن کے دل میں خواہش ہوتی ہے کہ میں بھی روس میں تبلیغ کے لئے جاؤں۔ میں فلاں چندے میں حصہ لوں۔ وہ چند قدم بڑھ سکتے ہیں۔ پورا کام نہیں کر سکتے۔ پس اس پہلو سے مومن کی نیتیں اس کے عمل سے بڑھ جاتی ہیں اور اس حدیث میں یہ خوشخبری ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نیت کا بھی ثواب دیتا ہے جو وہ کر نہیں سکا جسے وہ عمل میں نہیں ڈھال سکا تو اپنی نیتوں کو خوبصورت اور حسین بنا دیں اور للہ وقف کر دیں۔ پھر دیکھیں کہ آپ کی دعوت الی اللہ میں کتنی برکت پڑتی ہے۔ خدا کرے کہ ہماری نیتیں زیادہ سے زیادہ عمل کے سانچوں میں ڈھل سکیں اور جو نہیں ڈھل سکیں ان کو بھی خدا تعالیٰ قبول فرمائے اور ان کا ثواب مترتب فرمائے۔

دعائے مغفرت

افسوس مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مستری محمد یوسف صاحب کھڈا مرحوم قادیان مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۹۲ء کو شام چار بجے قادیان میں بعمر ۶۵ سال وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ سکر اور میں پیدا ہوئیں۔ پیدائشی احمدی تھیں۔ معمولی تعلیم گھر میں ہی حاصل کی۔ ۱۹۵۸ء میں شادی کر کے قادیان آگئیں اور انتہائی صبر و شکر کے ساتھ گذارا کیا۔ باوجود غربت کے کبھی ناشکری نہ کی۔ نماز روزہ کی پابند تھیں۔ تلاوت باقاعدہ کرتیں اور بچوں کو بالخصوص قرآن مجید اور اردو ہندی پڑھاتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ معمول تھا۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا جس کے لئے موقعہ کی تلاش میں رہتیں۔ ہنس مکھ، ملنسار اور زندہ دل خاتون تھیں۔ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرتیں اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں اکثر پوری کرتی رہتی تھیں۔ گزشتہ ۳ سال سے جگر اور گردے کی خرابی کے باعث بیمار چلی آرہی تھیں۔ اور گذشتہ دو سال میں یہ تکلیف شدت اختیار کر گئی باوجود علاج معالجہ کے کوئی فرق نہ پڑا اور دو ماہ تک صاحب فراش رہنے کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔

اگلے روز ساڑھے ۸ بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور حامی و ناصر ہو۔

(ادارہ)

بدر کی اعانت، اشاعت ہمارا قومی فریضہ ہے! مینیجر بدر

قراردادہائے تعزیت

بروفات حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

جماعت احمدیہ ناروے

ہم تمام ممبران مرد و زن جماعت احمدیہ ناروے نہایت دکھی اور درد بھرے دل کے ساتھ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت سیدہ موصوفہ کا وجود بلاشبہ آیات اللہ میں سے تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت امیر المومنین کی حرم محترم ہونے کے ناطے ہم سب کی روحانی ماں کا درجہ عطا فرمایا تھا۔ اس روحانی رشتہ کی مناسبت سے یہ صدمہ ہمارے لئے ایک زلزلہ سے کم نہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ موصوفہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام قرب سے نوازے۔ ہر گھڑی پر آپ کے درجات بلند فرماتا رہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ، آپ کی تمام مبارک اولاد اور خاندان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اس جانکاہ حادثہ پہ صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا حامی و ناصر ہو۔ خود آپ کا معین و مددگار ہو اور آپ کو طویل صحت والی عمر سے نوازے تاکہ نہ صرف ہم حضور انور کے مبارک اور مقدس وجود سے فیض یاب ہوں بلکہ تمام عالم اسلام اور اکناف عالم میں رہنے والے جمیع بنی نوع انسان بھی آپ کے وجود باجود سے فیض حاصل کرتے رہیں۔ (آمین)

ہم ہیں افراد جماعت احمدیہ ناروے۔

جماعت احمدیہ ڈنمارک

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا یہ ہنگامی اجلاس حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ غفرہا اللہ ولذر مرقدہا کی وفات پر گہرے غمی رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلسلہ حقہ کے ہر فرد کو بالخصوص حزین بنا کر بحالت راضیۃً مرضیۃً اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہو گئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہم تمام ممبران جماعت احمدیہ ڈنمارک مجسم دعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ فریادی ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی روح کو ہمیشہ اپنی رحمت کے سائے تلے رکھے اور اپنے بے پایاں فضلوں سے آپ کو ابدالآباد جنتوں میں داخل فرمائے آمین۔

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا یہ ہنگامی اجلاس اپنے پیارے اور محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، پیاری صاحبزادیوں اور جملہ افراد خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ انتہائی دلی افسوس اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مولیٰ حقیقی سے ملتجی ہیں کہ وہ ہمارے پیارے سیدنا کا مطہر و بابرکت سایہ سلسلہ حقہ کے سر پر ہمیشہ بالصحت سلامت رکھے۔ آمین

ہم ہیں تمام ممبران جماعت احمدیہ ڈنمارک۔

جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد

اس المناک روح فرسا اور دردناک اطلاع کے نزول ہونے پہ کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہایت محترم خاتون حسب ارشاد باری تعالیٰ کل نفس ذائقۃ الموت اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئیں۔ سارے احباب جماعت ہائے حیدرآباد و سکندرآباد انتہائی غمزدہ ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ لیکن یہ وقت ہے کہ ہمارے پیارے خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گذشتہ دس سال سے پردیس میں مہمات دینیہ میں مصروف ہیں آپ کی رفیق حیات حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ مرحومہ کی جدائی کے صدمہ کو الفاظ کا جامہ پہنانا ناممکنات سے ہے۔ ہم بارگاہ خداوندی سے بعجز و انکساری التجا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پیارے خدا اپنے فضل و کرم سے مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین کا مقام عطا کر اور حضور پر نور آپ کی چاروں صاحبزادیوں نیز جمیع عزیز و اقارب اور ساری دنیا کے احباب جماعت احمدیہ کو صبر سے اس صدمہ جانکاہ کو برداشت کرنے کی ہمت عطا فرما اور جلد سے جلد ہمارے آقا کے دست مبارک سے زمین کے کناروں تک اسلام کا جھنڈا لہرا دینے کا سامان کر دے اور سارے افراد جماعت کو توفیق عطا کر کہ تیرے حضور اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی کے ساتھ قائم رہنے کی ہر وقت عاجزانہ دعاؤں میں مصروف رہیں اور ان دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین یا رب العالمین

بلانے والا ہے سب سے پیارا ۔۔۔ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اللہ تعالیٰ حضور کے ساتھ ہو۔

ہم ہیں غمزدہ احباب جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد۔

جماعت احمدیہ جرمنی/ہیرلے

جس خبر کو ہمارے کان سننے کے لئے تیار نہ تھے وہ جانکاہ سانحہ یہ اندوہناک واقعہ جس کا ہمارے دلوں کو یہ صدمہ پہنچا اور جس کو سنتے ہی بے انتہا ہماری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور ایسا صدمہ برداشت نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کی منشا و کے آگے کسی کی پیش جا سکتی ہے۔ ہمارے پیارے آقا کی رفیقہ حیات ہم سب کی مالکہ کیلئے ہم سب سے جدا ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

بلانے والا ہے سب سے پیارا ۔۔۔ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

ہم حقیر عاجز بندوں کی در دبھری دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور ہمارے پیارے آقا اور آپ کی تمام دختران کرام اور تمام متعلقین کو اور ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

احباب جماعت احمدیہ جرمنی ہیرلے۔

جماعت احمدیہ کالیکٹ (کیرلہ)

آج بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ کالیکٹ میں منعقدہ اجلاس میں جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر تعزیت نامہ پاس کیا کہ

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی زوجہ مطہرہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی وفات حسرت آیات کی اندوہناک خبر سن کر ساری جماعت میں شدید بے چینی پیدا ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ خبر ملتے ہی حضور اقدس کی خدمت میں جماعت نے بذریعہ TELEX تعزیت کا پیغام پہنچایا۔ مرحومہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی اور حضرت مرزا اسماعیل احمد صاحب کی پوتی ہونے کی حیثیت سے خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چشم و چراغ تھیں۔ نیز خلیفہ وقت کی زوجہ مبارکہ ہونے کی وجہ سے ہر ایک احمدی اپنے دل کی گہرائی سے ان سے عزت و احترام اور پیار و محبت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے درد دل سے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی روح کو سکینت عطا فرمائے۔ آمین

پیارے حضور! ہم قاصر ہیں کہ کن الفاظ میں حضور کی خدمت میں تعزیت کا اظہار کریں ہم سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دعا ہی کر سکتے ہیں کہ

اعظم اللہ اجرک، واحسن عزاءک وغفر لمیتک۔ آمین

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی طاقت اور قوت حضور اقدس کو اور صاحبزادیوں اور تمام لواحقین کو عطا فرمائے اور صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔ ہم غمزدہ افراد جماعت احمدیہ دل کی گہرائی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جان سے زیادہ پیارے حضور اقدس کو سکون قلب عطا فرمائے۔ ہر آن و ہر مکان حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ حضور کے مغموم دل کو طمانیت بخشے اور حضور انور کا مبارک سایہ ہمارے سروں پر صحت و تندرستی کے ساتھ تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ شکاگو

حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انتقال پر ملال پر ہم ممبران جماعت احمدیہ شکاگو گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ گذشتہ چند ماہ سے خصوصاً دوران ماہ رمضان ہم سب حضرت سیدہ مرحومہ کی شفایابی کیلئے دعا کرتے رہے مگر تقدیر الٰہی غالب آئی اور ہم سب رضائے مولا پر راضی ہیں۔

حضرت آصفہ بیگم صاحبہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی تھیں۔ آپ حضرت مرزا رشید احمد صاحب اور بی بی امۃ السلام صاحبہ کی بیٹی تھیں۔ آپ کے نانا جان قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ U.S.A کی بھتیجی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مستقبل کے خلیفہ کیلئے منتخب کیا اور آپ کی شادی مرزا طاہر احمد صاحب سے ۱۹۵۷ء میں ہوئی۔ آپ نے انتہائی پاکیزہ اور باعزت زندگی گزاری اور جماعت احمدیہ کی خدمت کیلئے اپنا تمام وقت وقف کر دیا تھا۔ آپ نے نہایت وفا اور محبت سے جماعت احمدیہ کی خدمت کی۔ آپ ساری احمدی خواتین کیلئے ہر حیثیت سے ایک نمونہ تھیں۔ آپ کی چار بیٹیاں ہیں۔ ہم سب ممبران جماعت احمدیہ شکاگو بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں مقام قرب سے نوازے اور ہمارے پیارے آقا اور انکے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں طمانیت قلب اور سکون عطا فرمائے نیز حضور پر نور کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خدمت اسلام کی کوششوں میں انکی مدد و نصرت فرمائے اور ہم عاجز بندوں کو اپنے پیارے خلیفہ کی اطاعت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ممبران، جماعت احمدیہ شکاگو

جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ

ہندوستان کی درج ذیل احمدی جماعتوں نے بھی جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کر کے اپنی رپورٹیں بغرض اشاعت ارسال کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت دے۔

جماعت احمدیہ پورٹ بلیئر۔ سونگڑہ۔ ہمیرپور(؟)۔ بھاگلپور۔ چندا پور۔

تقریبات عید ملن

قادیان قادیان ۱۲ اپریل آپسی بھائی چارہ کے فروغ کے پیش نظر ایک شاندار عید ملن پارٹی کا اہتمام جماعت کی طرف سے کیا گیا۔

پروگرام کے مطابق 3-30 بجے ہمارے قادیان حلقہ کے MLA سردار ترپت رجندر سنگھ باجوہ اور کاہنووان حلقہ کے MLA سردار پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ تشریف لائے تو ان کا پرجوش استقبال کیا گیا جو کہ تحریک جدید وقف جدید صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ دار احباب و ذیلی تنظیموں کے ذمہ دار عہدیداران نے کیا۔ ان کے علاوہ شری منوہر لال شرما پرنسپل خالصہ سکول شری اجاگر سنگھ صاحب سرپنچ سردار حکیم سورن سنگھ شری سردار (لالی) صاحب بھی سردار سردار سنگھ صاحب ہرنندر سنگھ صاحب باجوہ سابق پردھان میونسپل کمیٹی کے علاوہ شہر کے اور علاقہ کے معزز غیر مسلم احباب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ہوا جو کہ مکرم ملیادی صاحب طالب علم از انڈونیشیا نے خوش الحانی سے کی۔ مکرم عطاء اللہ صاحب آف کشمیر نے نظم بہت اچھے انداز سے پڑھی۔

اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امور عامہ جو ساتھ ساتھ سٹیج سیکریٹری کے فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے عید کے تعلق میں رکھی گئی اس تقریب کی اہمیت پر روشنی ڈالی آپ کے بعد شری منوہر لال صاحب شرما شری اجاگر سنگھ صاحب سیکھوں شری دیوان چند صاحب اور سردار حکیم سورن سنگھ صاحب نے تقاریر کیں اور جماعت کی مساعی کو سراہا کہ اس تہوار میں سب کو شامل کرنے منانے کا موقعہ فراہم کیا گیا ہے اور امن و آشتی کیلئے جماعت کی تعلیمات کا ذکر کیا کہ کسطرح انسانیت کی خدمت میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں اور ان کے اندر دکھاوا نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت میں یہ لوگ دوسروں کے دکھ درد کو بانٹتے ہیں اور دکھ سکھ میں ساتھی بنتے ہیں۔

ایک غیر مسلم معزز کی تجویز پر جو کہ باقی غیر مسلموں کے دل کی آواز معلوم ہو رہی تھی اس کے مطابق حضرت سیدہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا حرم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وفات پر انکے احترام میں سامعین نے کھڑے ہو کر دو منٹ کی خاموشی OBSERVE کی۔

جلسہ کے آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد مہمانوں کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی اور اس طرح یہ تقریب بخیرو خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ (نامہ نگار خصوصی)

سونگھڑہ جماعت احمدیہ سونگھڑہ کے طرف سے مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ کے زیر اہتمام تقریب عید ملن مورخہ ۶/۴/۹۲ بروز دوشنبہ صالح پور بازار میں سیٹھ عبد الرحیم صاحب کے مکان پر شام سات بجے منعقد کی گئی جس میں صالح پور کے بہت سارے معزز ہندو بھائیوں نے شرکت کی جس میں صالح پور کے تحصیلدار (TAHSILDAR) صاحب بلدیہ ادصاحب اور صالح پور کالج کے پرنسپل صاحب نے بھی شرکت کی پروگرام کا آغاز جناب ڈاکٹر شمس الحق صاحب کے زیر صدارت جناب سید انوار الدین صاحب ایم اے قائد مجلس سونگھڑہ کے تلاوت کلام پاک سے ہوا اس کے بعد جناب سید طاہر احمد کلیم صاحب نے اس کا اردو میں ترجمہ سنایا اس کے بعد ڈاکٹر شمس الحق صاحب نے جماعت احمدیہ اور عید الفطر پر مختصر سی تقریر کی۔ بعض ہندو دوستوں نے سوالات کئے جس کا جواب ڈاکٹر شمس الحق صاحب، مولوی قیام الدین صاحب برق اور سید طاہر احمد صاحب کلیم نے دیا۔ بعدہ صالح پور کالج کے پرنسپل صاحب اور تحصیلدار (TAHSILDAR) صاحب نے بڑے ہی اچھے خیالات کا اظہار کیا اور انہوں نے کہا ایسی تقریبات کی اب بہت ہی ضرورت ہے تاکہ آپس میں بھائی چارا بڑھے اور تعصب دور ہو سکے۔

آخر میں صدارتی خطاب کے بعد خاکسار سیف الرحمٰن نے تمام حاضرین مجلس اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد تمام مہمانوں کو سیٹھ عبد الرحیم صاحب اور عبد المنعم صاحب کی طرف سے ناشتہ کروایا گیا۔ اس تقریب کے دو دن پہلے سے ہی تمام مہمانوں کو خاکسار سیف الرحمٰن سید مصباح الرحمٰن صاحب اور میر منظور علی صاحب کے ذریعہ دعوتی کارڈ دیئے گئے تھے۔ اس تقریب کو کامیاب کرنے میں عبد المنعم صاحب، سید مصباح ... صاحب، میر منظور علی صاحب، میر طاہر علی صاحب اور بشارت احمد خان صاحب ... نے ... جزاھم اللہ تعالیٰ۔

سیف الرحمٰن
جنرل سیکریٹری و سیکریٹری نشر و اشاعت
مجلس خدام الاحمدیہ سونگھڑہ

وصایا

> نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اطلاع کرے۔ (سیکریٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۴۹۳۱ :- میں ذاکرہ بی بی بیوہ شیخ اسرائیل صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴/۹۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری درج ذیل جائیداد ہے۔

(۱) زرعی زمین واقع کیرنگ 2 بیگھے موجودہ قیمت 12000/- روپے

(۲) زیور طلائی 1/2 1 تولہ موجودہ قیمت 5000/-

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے مندرجہ بالا زرعی زمین سے ماہانہ مبلغ 500 روپے آمد ہوتی ہے۔ نیز مبلغ 300/- روپے ماہانہ پنشن ملتی ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو (جو بھی ہوگی) تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہونگی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہونگی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامرقمہ	گواہ شد
عنایت اللہ خان	ذاکرہ بی بی	شمس الحق خان

وصیت نمبر ۱۴۹۱۳ :- میں منیر احمد خان ولد مکرم نذیر احمد صاحب ٹینر درویش قوم احمدی پیشہ فوٹوگرافی عمر 35 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 23/5/91 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) ۱۵۰۰ عدد یونٹس موجودہ قیمت اندازاً 19000/- روپے

(۲) سرمایہ دوکان اندازاً 7000/- روپے

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے مندرجہ بالا دوکان و یونٹس سے اندازاً ماہوار مبلغ 450/- روپے آمد ہوتی ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہونگا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
فضل الٰہی خان درویش	منیر احمد خان	شاہد احمد قاضی

پورٹ بلیر (انڈیمان) میں پہلی سالانہ کانفرنس

احباب جماعت احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ پورٹ بلیر میں جماعت احمدیہ کی پہلی سالانہ کانفرنس مورخہ ۱۲ ۔ ۱۱ مئی کو منعقد ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس میں شرکت کے خواہشمند احباب مورخہ ۱۰/۵/۹۲ تک انڈیمان پہنچ جائیں۔ کانفرنس میں شرکت کے ساتھ ساتھ احباب جماعت کیلئے تفریح کا بھی بہترین موقعہ ہے کیونکہ جزائر انڈیمان بے شمار قدرتی مناظر پر ... پورٹ بلیر پہنچنے کیلئے براستہ کلکتہ اور مدراس بحری اور ہوائی جہاز کی سہولت میسر ہے۔ بحری جہاز کا کرایہ آمد و رفت 400/- روپے بنک کلاس اور کیبن کلاس کا ... روپے ہے ... ہوائی جہاز کا کرایہ آمد و رفت 6000/- روپیہ ہے۔

نوٹ:- قیام و طعام کی ذمہ داری جماعت احمدیہ پورٹ بلیر کی ہوگی۔

(خاکسار ... احمد ... (انڈیمان))

اعلاناتِ نکاح

دُوسری قسط

مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء کو اختتامی اجلاس کے معاً بعد جلسہ گاہ میں ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے مندرجہ ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا آخر پر جب دُعا کرائی تو از راہِ شفقت حضور انور نے تشریف لا کر دُعا میں شمولیت فرمائی۔ رشتوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (ادارہ)

(۴۲)۔ مسماۃ امۃ المبارکہ بیگم صاحبہ بنت مکرم غلام حمید الدین صاحب ساکن حیدرآباد (صوبہ آندھرا) کا نکاح عزیزم ادریس احمد ابن مکرم اکبر علی صاحب ساکن حیدرآباد سے مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر۔

(۴۳)۔ مسماۃ سیدہ رئیس النساء مسرت بنت سید غوث صاحب احمدی ساکن حیدرآباد (آندھرا) کا نکاح مکرم محمد عبدالکریم صاحب ابن مکرم محمد حنیف صاحب ساکن حیدرآباد (آندھرا) کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار ایک صد اکاون روپے حق مہر پر۔

(۴۴)۔ مسماۃ عطیۃ القدوس بنت محمد عظمت اللہ صاحب ساکن کرنول (آندھرا) کا نکاح مکرم محمد امجاد الدین صاحب ابن محمد اسماعیل صاحب مرحوم ساکن کاماریڈی (آندھرا) کے ساتھ مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر۔

(۴۵)۔ مسماۃ غوثیہ بیگم بنت عبدالقادر صاحب ساکن نظام آباد (آندھرا) کا نکاح مکرم سید ناصر احمد صاحب ابن سید اسحاق احمد صاحب ساکن نظام آباد (آندھرا) کے ساتھ مبلغ دو ہزار دو صد پچیس روپے حق مہر پر۔

(۴۶)۔ مسماۃ میمونہ بیگم بنت مکرم محمد بشیر احمد صاحب مرحوم ناگونڈ ساکن تیماپور ضلع گلبرگہ صوبہ کرناٹک، کا نکاح مکرم بہاء الدین احمد خان صاحب ابن مکرم بشیر الدین احمد خان صاحب ساکن حیدرآباد (آندھرا) کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر۔

(۴۷)۔ مسماۃ حسینہ بنت المہدی بنت عبدالباسط خان صاحب ساکن کٹک، صوبہ اڑیسہ کا نکاح عزیزم محمد تقی الدین ابن محمد بشیر الدین صاحب ساکن حیدرآباد (آندھرا) کے ساتھ مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر۔

(۴۸)۔ مسماۃ امۃ الودود ملک بنت مکرم عبدالخالق ملک صاحب ساکن بریڈفورڈ (انگلینڈ) کا نکاح مکرم عبدالرؤف صاحب ابن مکرم ملک عبدالمجید صاحب ساکن جرمنی کے ساتھ مبلغ D.M اٹھارہ ہزار روپے حق مہر پر۔

اسی طرح جلسہ سالانہ کے بعد مختلف تاریخوں میں حضور اقدس کی اجازت سے بعض اَور نکاحوں کے بھی اعلان ہوئے۔ ان اعلانات کے وقت حضور انور از راہِ شفقت تشریف فرما رہے اور دُعا میں شمولیت فرمائی۔

● مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے مورخہ ۳/۱/۹۲ کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں مکرمہ امۃ الشافی صاحبہ بنت مکرم نذیر محمد صاحب پونچھی قادیان کا نکاح مکرم مولوی محمد نذیر صاحب بشیر مبلغ سلسلہ ابن مکرم محمد صادق صاحب پونچھی کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر۔

● مورخہ ۱۱/۱/۹۲ کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد مبارک میں مکرم مولوی سید عبدالحی صاحب ناظر اشاعت ربوہ نے مندرجہ ذیل چار نکاحوں کا اعلان فرمایا:—

★ مکرمہ امۃ النور صاحبہ بنت مکرم سید عبدالمجید صاحب ساکن کوریل (کشمیر) کا نکاح مکرم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب آسامی مبلغ سلسلہ ابن مکرم پدم بہادر چھتری صاحب ساکن قادیان کے ساتھ مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر۔

★ مکرمہ راشدہ پروین صاحبہ بنت مکرم محمد سعید انور صاحب مرحوم قادیان کا نکاح مکرم محمد اعجاز صفدر قریشی صاحب ابن مکرم محمد صادق قریشی صاحب ساکن اوسلو (ناروے) کے ساتھ ایک لاکھ روپے حق مہر پر۔

★ مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ بنت مکرم شیخ عبدالرحمن صاحب قادیان کا نکاح مکرم ناصر محمود خان صاحب ابن مکرم چوہدری عمر دین صاحب درویش ساکن کیلیفورنیا (امریکہ) کے ساتھ مبلغ تیس ہزار روپے حق مہر پر۔

★ MISS BRENDAMAE HOOD D/O RAIPH TOMHOOD ساکن کیلیفورنیا (امریکہ) کا نکاح MR. KARL HERBERT REICH HOLD S/O HERBERT N. REICH HOLD ساکن کیلیفورنیا (امریکہ) کے ساتھ مبلغ بیس ہزار امریکن ڈالر پر۔

● مورخہ ۱۳/۱/۹۲ کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مکرمہ امۃ الحکیم صاحبہ بنت مکرم ذوالفقار احمد صاحب ساکن قادیان کا نکاح مکرم مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ قادیان ابن مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش مرحوم کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

اہلِ ربوہ کے تأثرات — بقیہ صفحہ (۲)

قادیان کی خبروں کے متلاشی بن کر رہ گئے اور باقی کاروبارِ زندگی بھول گیا۔ پھر خبریں موصول ہونا شروع ہوگئیں۔ ہر کوئی ان خبروں کی جستجو اور کامیابی کا ذکر بڑے جذبے سے کر رہا تھا۔ اور ایک عجیب روحانی سرور حاصل ہو رہا تھا۔ خاکسار کی اہلیہ کوشش کر رہی تھیں کہ بادلوں اور ہواؤں کا رُخ امرتسر سے ربوہ کی طرف ہو جائے تاکہ امرتسر ٹی۔وی کی خبروں سے جلسہ سالانہ اور حضورِ پُرنور کی تصویر براہِ راست اپنے گھر کے ٹی۔وی پہ دیکھ سکیں۔ اور پھر دُور درشن کی پنجابی خبروں کے وقت واقعتاً ایسا ہی ہُوا۔ سکرین پر جلسہ کا نظارہ ہلکا سا اُبھرا اور پھر کچھ لہریں ایسی بھی آئیں کہ حضور کی آواز مبارک کو بلند کر کے ہمیں سُنا گئیں۔ الحمد للہ۔

ہم پیارے آقا کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ ہم سب افرادِ خانہ۔ اہلِ محلہ اور سب نمازیوں مسجد خضر سلطانہ کی طرف سے مبارکباد عرض ہے۔ نیز درخواستِ دُعا ہے۔"

اعلاناتِ نکاح و تقاریبِ شادی!

● مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب امیر جماعتِ احمدیہ آندھرا پردیش نے میرے بیٹے عزیز مسرور احمد کا نکاح عزیزہ مبارکہ طلعت صاحبہ بنت مکرم شفیق احمد شریف صاحب ساکن سکندرآباد کے ساتھ مبلغ آٹھ ہزار پانچ صد روپے حق مہر پہ ۱۳ جنوری ۱۹۹۲ء کو الٰہ دین بلڈنگ میں پڑھا۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

مسعود احمد انیس معلم وقفِ جدید دوڈمان۔

● خاکسار کے بیٹے عزیز بشیر الشمس کا نکاح عزیزہ خالدہ جلال صاحبہ بنت مکرم جلال الدین صاحب ڈار ساکن آسنور کے ساتھ گیارہ ہزار روپے حق مہر پر ۲ فروری ۹۲ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ اسی خوشی کے موقعہ پر -/۲۵ روپے اعانتِ بدر ادا کئے ہیں۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

عبدالحمید مومن درویش قادیان

● خاکسار کے بیٹے عزیز مسعود احمد راشد کی تقریبِ شادی ۱۲ دسمبر ۹۱ء کو عمل میں آئی۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں اجتماعی دُعا ہوئی۔ بعدہٗ بارات محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی درویش مرحوم کے مکان پر گئی۔ جہاں موصوف کی پوتی عزیزہ عائشہ قدسیہ شبری بنت مکرم صدیق احمد صاحب امینی کی رخصتی عمل میں آئی۔ ۱۵ دسمبر ۹۱ء کو دعوتِ ولیمہ کا انتظام کیا گیا جس میں قریباً ساڑھے پانچصد مرد و زن مدعو تھے۔ رشتہ کے جانبین کے لئے باعثِ برکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (شریف النساء اہلیہ خلیل الرحمٰن صاحب فانی مرحوم قادیان)

● مورخہ ۶ فروری ۹۲ء کو عزیزہ رضیہ بیگم بنت مکرم امام صاحب مرحوم کا نکاح عزیز محمد یعقوب صاحب ولد مکرم شرف الدین صاحب کاٹراپلی (ورنگل) کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر خاکسار نے پڑھایا۔ اس تقریب میں کثیر تعداد میں غیر از جماعت نے شرکت کی۔ (عبدالرؤف عاجز سرکل انچارج ورنگل)

● مورخہ ۱۴ فروری ۹۲ء کو خاکسار کے بیٹے مکرم عبدالرشید صاحب پرویز بنارس کینٹ کا نکاح عزیزہ ریحانہ نعیم صاحبہ بنت مکرم محمد نعیم صاحب آف فیض آباد کے ساتھ آٹھ ہزار روپے حق مہر پر مکرم مولوی نسیم احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ نے پڑھایا۔ اگلے روز تقریبِ شادی و رخصتانہ عمل میں آئی۔ ۱۷ فروری ۹۲ء کو مسنون دعوتِ ولیمہ کا انتظام کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں مرد و زن نے شرکت کی۔ رشتہ کے جانبین کے لئے باعثِ خیر و برکت و مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(عبدالستار سیکرٹری مال جماعتِ احمدیہ بنارس)

● برادرم عزیزم محمد امان اللہ فراست ابن مکرم محمد فرحت اللہ صاحب چنداپور (آندھرا) کا نکاح عزیزہ طاہرہ بشریٰ بنت مکرم محمد ابراہیم غالب صاحب مرحوم درویش کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر مورخہ ۲۵ فروری ۹۲ء کو مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے مسجد مبارک میں پڑھا۔ خاکسار کے والد نے -/۲۵ روپے اعانتِ بدر ادا کئے ہیں۔ اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (محمد سعادت اللہ مبلغ سلسلہ اٹارسی)

● خاکسار کی چھوٹی بیٹی عزیزہ نعیمہ مبارکہ امینی بنت مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی درویش مرحوم قادیان کی تقریبِ رخصتانہ مورخہ ۷ فروری ۹۲ء کو عمل میں آئی۔ قبل ازیں عزیزہ کا نکاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ و ناظر اعلیٰ قادیان نے ۲۴ جنوری ۹۲ء کو عزیز لعل دین صاحب ونگے ابن مکرم محمد صابر صاحب ونگے مرحوم آسنور (کشمیر) کے ہمراہ مبلغ دس ہزار روپے حق مہر پر مسجد مبارک قادیان میں پڑھایا تھا۔ خاکسار مبلغ -/۲۱ روپے اعانتِ بدر ادا کرتے ہوئے قارئینِ بدر سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا کرتی ہے۔ (صدیقہ بیگم قادیان)

جلسہ یومِ خلافت

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ میں سلسلہ خلافت جاری و ساری ہے۔ خلافت اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا اور عظیم انعام ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے درخواست ہے کہ جماعتیں اپنے ہاں ۲۷ ہجرت (مئی) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء کو جلسہ یوم خلافت منعقد کریں اور اس ابدی انعام اور اس کی برکات نیز خلافت کی اہمیت و ضرورت پر مقررین حضرات روشنی ڈالیں۔ جلسوں کی روئیداد نظارت دعوت و تبلیغ قادیان میں بھجوائیں۔ جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق جلسوں کے انعقاد کی تاریخ میں ردوبدل کر سکتی ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

شرحِ چندہ خُدّام و اطفال

خُدّام : ممبری :- ماہوار آمد کا ڈیڑھ فیصد (۱½ %) یعنی یکصد روپے پر ڈیڑھ روپیہ۔
طلباء و بے روزگار خدام کے لئے ایک روپیہ ماہوار۔
اجتماع :- ایک سو سے زائد آمد رکھنے والے خدام کے لئے ایک ماہ کی آمد کا ۲½ فیصد سالانہ۔
طلباء و بے روزگار خدام کے لئے اڑھائی روپیہ سالانہ۔

اَطفال: چندہ ممبری پچاس پیسے ماہوار۔
چندہ اجتماع : ایک روپیہ سالانہ۔

مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کے ایک فرزند کا انتقال

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ سے احباب واقف ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُن کی امامت میں نمازیں اور جمعہ ادا فرماتے رہے اور مباحثہ مُدّ کے تعلق میں ان کو اشعار میں غضنفر (ببر شیر) قرار دیا ہے۔ اُن کے دو بیٹوں میں سے بڑے فرزند محترم سید محمد ناصر شاہ صاحب اپنے وطن میں فالج سے ۸ر فروری ۹۲ء کو وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وہ اپنے والد کی خوبو رکھتے تھے۔ ان کی مغفرت کے لئے اور اقارب کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے اُن کے بھائی محترم سید مبارک احمد شاہ صاحب مقیم جرمنی دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار: ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ قادیان

ضروری اعلان برائے مجالس انصار اللہ بھارت

(۱)۔ تمام مجالس کے پتہ جات پر ۱۹۹۲ء کا خصوصی لائحہ عمل بھجوایا جا چکا ہے۔ تاہم اگر کسی مجلس میں نہ پہنچا ہو تو مرکز سے طلب کر لیا جائے۔ (۲)۔ مذکورہ لائحہ عمل میں درج شدہ دینی نصاب کا امتحان حسبِ سابق ماہِ اگست کے آخری اتوار کو ہوگا۔ اُمید ہے جملہ عہدیداران متعلقہ اراکین کو امتحان کی تیاری میں مدد بہم پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ سوالات کے پرچہ جات بر وقت مجالس میں بھجوا دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ (۳)۔ مجالس انصار اللہ کو تین سالہ جماعتی انتخابات کے ساتھ ہی زعماء کے انتخاب کے بارہ میں لکھا جا چکا ہے۔ اب پھر یاددہانی کرائی جاتی ہے۔
(۴)۔ مجالس کے بجٹ ۹۲ء کے بارہ میں بھی ہدایات دی جا چکی ہیں۔ بجٹ جلد بھجوانے کیلئے یاددہانی کرائی جاتی ہے اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔ قادیان

ارشادِ نبویؐ
اِحْفَظْ لِسَانَکَ
(تُو اپنی زبان کی حفاظت کر)
(منجانب) —
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ ممبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524 – 649.
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI　RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR　VANIYAMBALAM – 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS　SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS – EXPORTERS – IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP.
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS. ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI – 110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282645.
FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI.

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:-
OFF.:- 6378622.
RESI.:- 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
ANDHERI EAST) BOMBAY – 800099.

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں:-
نعیم احمد ڈار
احمد پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS.
۱۴ میکنگو لین کلکتہ – ۷۰۰۰۰۱

NIR
"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA – 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش):-
یالی پولیمرز کلکتہ – ۷۰۰۰۴۶
فون نمبر:-
43-4028-5137-5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR